بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدعات مروجہ خصوصاً اذان کے بعد صلوٰۃ پکارنے اور ندائے یا رسول اللہ ﷺ مسجد کی دیواروں پر لکھنے کا شرعی فیصلہ

# فیصلہ کن مباحثہ

دیوبندی اور بریلوی علماء کے درمیان ایک یادگار گفتگو

بدعات مروجہ کی تردید میں علماء دیوبند کے لاجواب دلائل

مرتب

(مولانا) امام علی دانش رائپوری

مدرسہ رئیس العلوم (اہلسنت و جماعت) رائپور گھنسی ضلع کھیری یوپی

# فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# حق و باطل کا فیصلہ

## وصیتوں کے آئینہ میں!

انسان دنیا سے جاتے وقت وہی وصیت کرتا ہے جس سے اسے پوری زندگی تعلق رہا ہے۔ وصیت دل کے چھپے ہوئے رازوں کو ظاہر کرنے والا آئینہ ہے۔ میں یہاں سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلیفۂ اول کی وصایا متبرکہ تحریر کر کے ایک دیوبندی مکتبۂ فکر کے ممتاز عالم کی وصیت لکھوں گا پھر بریلوی اعلیحضرت کی وصیت نقل کروں گا اور فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ کون کس کی پیروی کرتا ہے؟

## محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت جبکہ آپ کی آواز بھی کمزور ہو چکی تھی یہ ارشاد فرمایا:۔ "اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ"۔ یعنی دیکھو نماز کا اور اپنے مملوکوں کا حق ادا کرتے رہنا۔ (احمد، نسائی، ابن ماجہ)

معلوم ہوا حضور اکرم کو سب سے زیادہ فکر تھی کہ امت نماز کی پابندی

کرے اور اپنے غلاموں باندیوں ماتحتوں کے حقوق ادا کرنے میں غفلت نہ کیسے

## حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی وصیت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز پیر بلا کر وصیت فرمائی۔

"مجھے قوی امید ہے کہ میں آج ہی مر جاؤں گا بس میرے مرنے کے بعد تم کل کا دن ختم کرنے سے پہلے مثنیٰ کے ساتھ لوگوں کو لڑائی پر روانہ کر دینا تم کو کوئی مصیبت تمہارے دینی کام اور حکم الٰہی سے غافل نہ کرنے پائے، تم نے دیکھا ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کیا کیا تھا، حالانکہ وہ سب سے بڑی مصیبت تھی۔ جب اہل شام پر فتح ہو جائے تو اہل عراق کو عراق کی طرف واپس بھیج دینا کیونکہ اہل عراق عراق ہی کے کاموں کو خوب سرانجام دے سکتے ہیں اور عراق ہی میں ان کا دل خوب کھلا ہوا ہے"۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ نجیب آبادی)

اور یہ وصیت بھی فرمائی "میں نے اپنے بعد عمر بن خطابؓ کو خلیفہ مقرر کیا اگر انھوں نے انصاف برتا تو میرا گمان ان کے متعلق یہی ہے اور اگر انھوں نے ظلم و زیادتی سے کام لیا تو وہ جانیں میں نے تو بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور مجھے غیب کا علم نہیں۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" (حیات الصحابہ)

دیکھو آخری وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حفاظت کی فکر ہے، دین کے لئے جہاد کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اسی قسم کی وصیتیں دیگر صحابہ کرام اور بندگانِ حق سے منقول ہیں۔

## فاضل دیوبند مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی وصیت

میرے جملہ احباب ہر سنت کا پورا پورا اہتمام رکھیں اور کسی سنت کو خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی سی ہو معمولی نہ سمجھیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت اللہ کو محبوب ہے میری جانب سے سنت پر عمل کرنے کی جتنی تاکید ہے اس سے بڑھ کر بدعات سے اجتناب اور نفرت رکھنے کی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بدعت سے نہ صرف نفرت ہے بلکہ ایذا اور تکلیف بھی ہوتی ہے اور جس چیز سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو اس سے بدتر اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ بدعت ایک مہلک اور متعدی مرض ہے اس کے مریضوں سے متعدی امراض کی طرح دور رہنا چاہیئے، قیامت کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے امت کے بدعتیوں کو دیکھ کر بڑی نفرت کے انداز میں فرمائیں گے سحقاً سحقاً لمن بدل بعدی یعنی جنھوں نے میرے بعد دین میں کوئی تبدیلی کی اور بدعت پھیلائی وہ مجھ سے دور دور رہیں۔ بدعت ایجاد کرنے کا یہ مطلب نکلتا ہے کہ ہمارا کامل دین گویا ابھی بند نہیں ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد گویا نبوت کی ضرورت

باقی ہے اور یہ ختم نبوت کا انکار نہیں تو اور کیا ہے اس لئے بدعت کا اثر نہ صرف مسلمان کے اعمال پر ہوتا ہے بلکہ اس کے عقائد پر بھی تخلط پڑتا ہے اس لئے بدعت میں غلو کرنے سے یعنی اس کی زیادتی سے سوءِ خاتمہ کا بھی امکان ہے۔

(نقل از بدعت کیا ہے ؟)

## بریلوی اعلیٰ حضرت کی وصیت ١٤

"اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس کی پابندی ہر فرض سے اہم فرض ہے" (وصایا شریف صہ ٢٢)

وصیت ٢١ اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی بھیج دیا کریں دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کا دودھ ہو، مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ بکری کا شامی کباب پراٹھے اور بالائی فیرنی اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل دودھ کا برف یا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبوراً نہ ہو۔ یہ سچ ہے ؎

ہر آں چیزے کہ با آں شغل داری بوقت مرگ آں را یاد داری

زندگی بھر جو مشغلہ رہتا ہے مرتے وقت وہی یاد آتا ہے"۔

اللّٰھم احفظنا من شرور انفسنا۔

(مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وعلیٰ آلہٖ وصحبہم اجمعین اما بعد۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حجۃ الوداع کے موقع پر امت کو یہ خوشخبری سنائی :۔

## تکمیل دین

| | |
|---|---|
| اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ | آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین |
| وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ | پورا کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی |
| رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ | اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔ |

اس آیت کریمہ میں صاف طور سے اعلان کر دیا کہ اب دین مکمل ہو چکا ہے اس میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام اللہ کی بڑی نعمت ہے اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی کسی قسم کی تبدیلی کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے جو اس کی ناراضی کا سبب ہے۔ بندوں کی ہدایت کے لئے جن حکموں کی ضرورت ہے وہ سب اتار دیئے گئے نجات کا قانون ہمیشہ کے لیے مکمل کر دیا گیا جس پر عمل کرنا دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کافی ہے جو چیز پہلے سے دین میں داخل نہیں ہے اسے آج بھی داخل نہیں کیا جا سکتا اور جس کام میں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثواب نہیں تبلایا اس میں ثواب نہیں مل سکتا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

## بدعت مردود ہے

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

جس نے ہمارے دین میں وہ بات نکالی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں:-

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔

جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے وہ رد ہے۔

## امام مالکؒ کا ارشاد

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں:-

وَمَنِ ابْتَدَعَ فِی الْاِسْلَامِ بِدْعَةً یَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صلے اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَانَ الرِّسَالَةَ وَلِاَنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ فَمَا لَمْ یَکُنْ یَوْمَئِذٍ دِیْنًا فَلَا یَکُوْنُ الْیَوْمَ دِیْنًا۔ (الاعتصام ص۲۸)

جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی اور اس کو وہ اچھا سمجھتا ہے تو اس نے یہ گمان کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبری میں خیانت کی کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر دیا جو چیز اس دن دین میں داخل نہ تھی آج بھی وہ دین نہیں ہو سکتی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اطلاع دیدی تھی کہ آپ کی امت میں بھی پہلی امتوں جیسی گمراہیاں پیدا ہوں گی نئے نئے عقیدے نئے نئے مسئلے نکالے جائیں گے بدعتیں ایجاد کی جائیں گی اسی لئے آپ نے امت کو بدعتوں سے دین میں ترمیم کرنے اور اگلی امتوں جیسی گمراہیوں سے بچنے کی سخت تاکید فرمادی تھی۔ آپ نے ہدایت فرمائی ہے :-

# راہ نجات

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ .

(مُؤطا امام مالکؒ)

میں تمھارے اندر دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ (۱) اللہ کی کتاب (۲) اللہ کے رسول کی سنت

آپ نے کھلے لفظوں میں اعلان فرمادیا :-

**اختلافات کا فیصلہ** :- بیشک جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا، تو لازم پکڑے رہو میرے طریقہ کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو اسی پر اعتماد کرو اسی کو دانتوں سے پکڑو اور خبردار دین میں نئی باتوں سے بچے رہنا بلاشک (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔ (ترجمہ حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۳۰)

**فرقہ ناجیہ** ایک موقع پر تنبیہ فرمائی :-

بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے تھے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے ایک فرقہ کے سوا سبھی دوزخی ہوں گے صحابہ کرامؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کون فرقہ ہے؟ آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (ترجمہ حدیث مشکوٰۃ)

## سخت وعید

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی حجب التوبۃ عن کل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ (الطبرانی بحوالہ احسن البرہان بریلوی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشک اللہ تعالیٰ نے ہر بدعت والے کو توبہ سے محروم کر دیا ہے جبتک وہ اپنی بدعت نہ چھوڑ دے۔

## سنت کیا ہے اور بدعت کیا ہے؟

مذکورہ دونوں حدیثوں سے جہاں راہ سنت پر چلنے کی اہمیت اور بدعت سے بچنے کی تاکید سمجھ میں آتی ہے وہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرامؓ سے جو عقیدہ وعمل صراحۃً یا اشارۃً دلالۃً ثابت ہو وہ اسلامی حکم ہے اور جو عقیدہ وعمل ان حضرات سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے یہ شریعت کی اصطلاح ہے اور لغت میں ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں۔ اسی اعتبار سے نماز تراویح کو حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے نعمت البدعۃ ھذہ

فرمایا تھا، ورنہ شریعت سے تراویح کا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ثابت ہے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرعی بدعت کیسے فرما سکتے تھے؟ بلکہ حضرت عمرؓ اور دیگر خلفاء راشدینؓ وصحابۂ کرامؓ کے تمام طریقے سنت میں داخل ہیں اور ان کی پیروی کا حدیث پاک میں تاکیدی حکم موجود ہے خواہ وہ طریقے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صراحت کیساتھ منقول نہ ہوں کیونکہ صحابۂ کرامؓ نے دین کو اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے صرف قولی طور پر ہی حاصل نہیں کیا ہے بلکہ عملی، حالی اور ذوقی طور پر بھی وہ اسوۂ حسنہ نبویہ کا مکمل عکس ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:۔

اَصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ — میرے صحابہ ستاروں کے مثل ہیں ان میں سے جسکی تم نے پیروی کی ہدایت پا گئے۔

## حضرت حذیفہؓ اور ابن مسعودؓ کا ارشاد

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

کلّ عبادۃ لم یتعبدھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تعبدوھا۔ (الاعتصام ۲) — ہر وہ عبادت جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نہیں کرتے تھے تم بھی مت کرو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

اتبعوا آثارنا ولا تبتدعوا فقد کفیتم۔ (الاعتصام) — ہمارے نقوش قدم پر چلو اور اپنی طرف سے ایجاد مت کرو کیونکہ تم کفایت کیے گئے ہو۔

## بدعت کی چند شکلیں اور مثالیں

سنت پر چلنے اور بدعت سے بچنے کی سخت ہدایت کے ہوتے ہوئے بھی شیطان کا جادو چل گیا اور امت میں بدعت کا مرض پیدا ہوگیا۔ بدعت دین میں زیادتی کرنے اور ترمیم کرنے سے ظاہر ہوتی ہے اس کی کوئی ایک شکل متعین نہیں ہے اصولی اعتبار سے بدعت کی عام طور پر یہ شکلیں پائی جاتی ہیں جو امت میں آج بھی موجود ہیں۔

۱۔ عقیدہ کی بدعت جیسے روافض وخوارج ونواصب کے مصنوعی عقیدے اور بریلوی کہے جانے والے فرقۂ مبتدعہ غالیہ کا یہ عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن کے گھر میں جلوہ گر ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے جبکہ قرآن وحدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو وہ تمام علوم عنایت فرما دیئے جو رسالت ونبوت کے منصب پر فائز ہونے کے لئے ضروری تھے اور سید المرسلین خاتم الانبیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے زیادہ اشرف واعلیٰ علوم عطا فرمائے غیر ضروری اور نامناسب علوم وفنون کے پیغمبروں کو عطا کئے جانے کا عقیدہ غیر اسلامی اور بدعت ہے اہانت انبیاء کرام کا سبب ہے۔

۲۔ عمل کی بدعت جیسے محرم الحرام میں کیے جانے والے تشبیعی اعمال، تعارف اولیاء کرام پر کی جانے والی بہت سی حرکتیں، عرس، چادر، گاگر وغیرہ

مزارات

۳۔ شریعت نے جس عمل کا جو درجہ رکھا ہے یا جو ہیئت متعین کی ہے اس درجہ سے بڑھانا یا گھٹانا، اس ہیئت کو بدلنا، جس موقع کے لئے اس جو عمل متعین کیا ہے اس کے بجائے دوسرے موقعہ کے لئے سمجھنا جیسے درود و سلام کھڑے ہو کر پڑھنا بھی فی نفسہ جائز ہے اور ایصال ثواب (فاتحہ) کی شریعت میں اجازت ہے اب قیام وسلام وایصال ثواب کو فرض سے زیادہ اہمیت دی جانے لگی ہے اور اپنی طرف سے ذکر ولادت طیبہ کے وقت پر کھڑے ہو کر اپنی زبان میں درود وسلام پڑھنے کو ضروری سمجھا جانے لگا ہے اور ایصال ثواب کے لئے بھی کچھ قیدیں اور شرطیں بڑھا دی گئی ہیں اور جرأت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ نمازوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا عربی زبان کا سلام و درود شریف بیٹھ کر مسنون طریقہ سے پڑھنا ناکافی سمجھا جانے لگا ہے اور نماز کے بعد پوری جماعت کے لوگ کھڑے ہو کر چیخ چیخ کر اپنے بنائے ہوئے سلاموں کو پڑھنے میں زیادہ فضیلت سمجھتے ہیں یہ عمل بدعت ہیں۔ افسوس کہ سنت کے مقرر کئے ہوئے طریقوں کو بدلنے پر جو وفادار امتی احتجاج کرتے ہیں کتنا غضب ہے ان کو رسول دشمن معاذ اللہ کہا جانے لگا ہے سچ فرمایا آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے "ان الدین بدأ غریباً وسیعود کما بدأ" اسلام کا آغاز اجنبی حالت میں ہوا ہے اور عنقریب وہ پھر اجنبی ہو جائے گا۔ مبارکباد دی ہے (دین کے لئے) اجنبی بننے

والوں کے لئے اور وہ ایسے ہیں جو میرے بعد میری سنت میں پھیلائے ہوئے لوگوں کے فساد کی اصلاح کرتے ہیں"۔ (ترجمہ حدیث)

**علماء و فقہاء کرام کا محتاط رویہ** اسلام کو اصلی شکل میں باقی رکھنے اور امت کو بدعت سے بچانے کی فکر ہر زمانے کے علماء حق کو رہی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ جزائے خیر عنایت فرمائے فقہاء کرام کو جنھوں نے مسلمانوں کو رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں شریعت پر چلنے کے لئے ہر ہر مسئلہ کو خوب تحقیق کر کے واضح کر دیا اور جہاں کہیں شریعت کی حدوں سے نکل جانے کا معمولی احتمال بھی محسوس ہوا وہاں تنبیہ فرما دی مثلاً فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب الجنائز میں صاف تحریر کر دیا:-

| | |
|---|---|
| ویکرہ عند القبر کل مالم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہا والدعاء عندھا قائماً۔ | اور قبر کے پاس ہر وہ چیز مکروہ ہے جو سنت سے ثابت نہ ہو اور سنت سے صرف قبروں کی زیارت کرنا اور ان کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا ثابت ہے۔ |

اور قبر کے پاس اذان کے بارے میں علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں:-

| | |
|---|---|
| وفی الاقتصار علی ماذکر من الوارد اشارۃ الی انہ لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد الان | اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ میت کو دفن کرتے وقت اذان جیسا کہ آجکل عادت ہو گئی ہے سنت نہیں ہے اور ابن حجرؒ نے اپنے فتاویٰ |

وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ (شامی ج ۱ ص ۶۵۹) میں تصریح کی ہے کہ وہ بدعت ہے

ایک اذان پنجوقتہ نمازوں کے لئے سنت ہے اور نماز جمعہ کے لئے دو اذانیں مسنون ہیں مگر دونوں عیدوں کے لئے زیادہ اجتماع ہونے کے باوجود کوئی اذان سنت نہیں ہے۔

پنجوقتہ فرضوں، عید کی نمازوں، سورج گرہن کی نماز، استسقاء کی نماز اور رمضان شریف میں تراویح و وتر کی نماز میں جماعت ثابت ہے ان کے علاوہ نفل نمازوں کی جماعت اعلان و اہتمام کے ساتھ ثابت نہیں ہے اس لئے فقہاء کرام مکروہ لکھتے ہیں۔

صلوۃ الرغائب اور صلوۃ البراۃ کے بارے میں (جن کو بعض مسلمانوں نے ایجاد کیا تھا) کبیری شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے۔

ومنہا ان الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من الائمۃ المجتہدین لم ینقل عنہم ھاتان الصلوتان فلو کانتا مشروعتین لما فاتتا من السلف۔

اور ایک وجہ ان کے منع ہونے کی یہ بھی ہے کہ صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ مجتہدین سے یہ دونوں نمازیں منقول نہیں ہیں تو اگر یہ دونوں نمازیں شریعت میں ہوتیں تو اسلاف سے نہ چھوٹتیں

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح مشکوۃ شریف کی شرح لمعات میں یہ

نیز فرماتے ہیں :-

| | |
|---|---|
| فالزیادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ | ان جیسی چیزوں میں زیادتی حقیقت |
| کما لا یزاد فی الاذان بعد | میں کمی ہے جس طرح کہ اذان میں آخری |
| التہلیل محمد رسول اللہ و | کلمہ لاالہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ |
| امثال ذلک کثیرۃ | نہیں بڑھایا جاتا ۔ |

اور اس کی مثالیں بہت ہیں ۔

فقہ کی کتابوں میں بہت سے مسائل کے غیر مشروع ہونے پر یہ دلیل لکھی ہے کہ یہ عمل صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین سے منقول نہیں ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی عمل کا نقل نہ ہونا ہی اس کے غیر شرعی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے اور شریعت کو محفوظ رکھنے اور اصلی شکل میں باقی رکھنے کے لئے فقہا امت کی یہ مثالیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں ۔

## بدعتوں کو رواج دینے والے

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو پہلے ہی تنبیہ فرما دی تھی

| | |
|---|---|
| لتتبعن سنن من کان قبلکم | یعنی تم ضرور ضرور اگلے گمراہوں کے |
| شبرا بشبر و ذراعا بذراع | طریقوں کی قدم بہ قدم پیروی |
| (بخاری) | کروگے ۔ |

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وعیدوں اور اسلاف امت کی شدید تنبیہوں کے باوجود ایسے دنیا پرست لوگ علماء و

[بد]عت کی شکلوں میں ظاہر ہوئے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
[لائ]ے ہوئے دین کی شکل بگاڑنے کی کوشش شروع کردی اور بہت سے
[گم]راہ فرقے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ علمائے حق ان کی رواج دی ہوئی بدعتوں
[کی] تردید کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں ۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا بہ امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی

اس زمانہ میں شیعہ، ناصبی، خارجی، معتزلی جیسے گمراہ طبقے مسلمانوں
[]سے کٹ چکے تھے اس لئے ایک ایسا فرقہ توحید و سنت کو مٹانے اور
[ش]رک و بدعت کو پھیلانے کے لئے میدان میں آگیا جو اپنے کو اہل سنت اور
[ش]یدائے رسول صلعم کہتا ہے اسی کو کہتے ہیں برعکس نہند نام زنگی کافور اور علمائے
[ا]ہلسنت وجماعت کی جدوجہد سے قرآن و سنت کی روشنی جہاں بھی پھیلنی
[]شروع ہوتی ہے یہ اہل بدعت "سنی" بن کر پہنچ جاتے ہیں اور خوابیدہ ملت
اسلامیہ کو تھپکیاں دیدے کر سلانے کی کوشش تیز کر دیتے ہیں۔

**رائپور** ضلع لکھیم پور کھیری میں رائپور گھنی ایسا مقام تھا جہاں صحیح علم کی روشنی موجود نہ تھی۔ جہالت کی وجہ سے لوگ شرکیہ رسوم
تعزیہ داری وغیرہ ہی کو اصل دین سمجھتے تھے اللہ کے فضل سے مدرسہ رئیس العلوم
قائم ہوا مسلمانوں میں دینی بیداری کی لہر دوڑنے لگی علمائے کرام کے مواعظ سے

بچوں کی تعلیم وتربیت سے حالات بدلنے لگے تعزیہ داری جیسی بدعتوں کے چھوڑنے سے کچھ اختلاف پیدا ہوا جس میں کوئی فرقہ بندی اور دو مذہب ہونے کی شکل نہ تھی لوگ آہستہ آہستہ سمجھنے لگے تھے اور ایک دن ایسا آنے کی امید ہو گئی تھی جب توحید و سنت کی روشنی غالب آجاتی اور جہالت و ناواقفی کی وجہ سے جو غیر شرعی رسمیں رائج ہیں ختم ہو جاتیں مگر کچھ لوگ بریلویت کے نام پر چند ایسے مولوی صاحبان کو لے آئے جنھوں نے احکام شرعی کی تبلیغ کے سلسلہ کو آگے بڑھانے کے بجائے حق گو علماء کو وہابی دیوبندی کہہ کر عوام میں اشتعال پیدا کر دیا۔ فرقہ بندی کر دی، مناظرہ کا چیلینج دیا اور علماء کو کافر کہا مگر مقابلہ پر کبھی آنے کو تیار نہ ہوئے قصہ کوتاہ مدرسہ دو ہو گئے ایک باقاعدہ فرقہ بنایا جانے لگا اور بدعات رضویہ کو رواج دینے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔

بحمد اللہ رائے پور کے مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت کا جذبہ موجود ہے اسی وجہ سے بریلوی مولوی صاحبان جن کو اپنا ہم مذہب سمجھتے ہیں وہ بھی ان کی بدعتیں قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ جمعہ کی دوسری اذان باہر دیئے جانے میں سخت مشکل پیش آئی، قبر پر اذان دینے کا عام رواج نہ ڈالا جا سکا، نمازوں کے بعد مصافحہ اور فجر کے بعد کھڑے ہو کر اردو میں اجتماعی سلام کا رواج بھی کبھی کبھی چل جاتا ہے عام قبولیت

حاصل نہ کر سکا، ہاں یہ نقصان عظیم ضرور ہوا کہ شلیعی بدعات جو ہو رہی تھیں وہ مذکورہ مولوی صاحبان کی بدعت نوازی کے سبب نہ مٹ سکیں۔ دو عجیب بدعتیں رواج دینے کی کوشش کی گئی اول مسجد کی دیوار پر یا رسول اللہ لکھوانا چاہا، بحمد اللہ تمام مسلمانوں نے اتفاق رائے سے احقر سے فتویٰ لے کر اس پر عمل کیا اور وہ نہ لکھا جا سکا اس کے بجائے کلمہ محمد رسول اللہ لکھنے کی میری تجویز پر عمل کیا اور وہ نہ لکھا جا سکا اس کے بجائے اذان اور اقامت کے درمیان ایک نئی اذان (صلوۃ) بنام تثویب ایک مسجد میں کہی جانے لگی جب اعتراض کیا گیا تو آبادی کے ذمہ داروں نے یہ طے کیا کہ بریلوی مولوی صاحبان کتابوں سے ثبوت دیں اور احقر کا نام اس ثبوت کی تصدیق یا تکذیب کرنے کے لئے باتفاق رائے پیش ہو گیا۔

## ایک یادگار گفتگو

میں محمدی سے رائیور آیا میری طبیعت بھی خراب تھی پتہ چلا بریلوی فاضل مولوی محمد رفیق بہت سی فقہ کی کتابیں لائے ہیں اور میرے سامنے صلوۃ مروجہ کا ثبوت پیش کریں گے اور گفتگو کریں گے میں نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے اور فتنہ ختم کرنے کی نیت سے گفتگو کرنے کو منظور کر لیا، زیر تعمیر مسجد محلہ پھلواری رائیور میں گفتگو ہوئی، کئی گھنٹہ بحث ہوتی رہی آخر کار بریلوی فاضل صلوۃ مروجہ کا استحباب واستحسان ثابت نہ کر سکے اور اقرار کر لیا کہ تثویب سے بھی رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور امام ابو حنیفہ رح سے ثابت نہیں ہے۔ میرے ساتھ بحیثیت مشاہد برادر مکرم مولانا رعایت علی صاحب بھی شریک گفتگو تھے اور تھوڑی دیر کے لئے استاذ محترم مولوی غلام حسین صاحب عارف مدظلہ بھی تشریف لے گئے تھے۔ دوسری طرف سے فاضلان بریلی مولوی محمد یوسف خاں و مولوی عبدالکریم صاحبان بھی اپنے فاضل محمد رفیق صاحب کی مدد کرتے رہے اور فقہی کتابیں لے کر اپنے مذہب کے بڑوں سے بحث و گفتگو کا طریقہ متعین کر کے آئے تھے مگر بدعت کی تائید کی کوشش رائیگاں گئی اور حق غالب آیا اور اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ تمام مسلمانوں نے حق بات کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیا، واقعی ہر جگہ کے مسلمانوں کی یہی شان ہونی چاہیے کہ جس عقیدہ و عمل کے بارے میں ان پر واضح ہو جائے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے اسے ترک کر دیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سب کو توفیق خیر بخشے۔ (آمین)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین و آلہ وصحبہ اجمعین۔

کتبہ: امام علی عفی عنہ رامپوری

صدر المدرسین ادارہ محمودیہ محمدی ضلع کھیری

۳۰ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

# ضروری وضاحت

آئندہ صفحات میں جو مباحثہ پیش کیا جارہا ہے
اسے گفتگو کے دوسرے ہی دن احقر نے تحریر
کردیا تھا، الفاظ بھی پورے باقی رکھنے کی
کوشش کی گئی اور مفہوم بحمداللہ قطعی نہیں تبدیل
ہوا ہے۔ ندائے یارسول اللہ کے بارے میں
علماء کرام کے فتاوی بھی آخر میں شامل کردیئے گئے
ہیں۔ عوام کی اصلاح کے ساتھ مقصد یہ بھی ہے
کہ ہمارے نوجوان فضلاء عزیز اس فرقہ کی ذہنیت
اور طرز گفتگو سے روشناس ہوجائیں۔

(مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مباحثہ کا موضوع

**امام علی** آج کی گفتگو کا موضوع یہ ہوگا کہ رائج ہو رہیں جو کلمات اذان و اقامت کے درمیان کہے جانے لگے ہیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**رفیق** نہیں مجھے صرف تثویب کے مسئلہ پر گفتگو کے لئے بلایا گیا ہے

**امام علی** اگر تثویب کا مسئلہ طے بھی ہو گیا پھر بھی کلمات مروجہ پر نزاع قائم رہے گا۔

**رفیق** دونوں باتیں الگ الگ ہیں، تثویب کا مسئلہ الگ ہے اور کلمات مروجہ کا مسئلہ الگ ہے مجھے اس وقت صرف تثویب پر گفتگو کرنی ہے۔ ان کلمات مروجہ پر پھر کسی دن دیکھا جائیگا۔

**امام علی** ہم دونوں کو جھگڑا ختم کرنے کے لئے بٹھایا گیا ہے آپ کلمات مروجہ پر بحث کرنا نہیں چاہتے یہ آپ کی کمزوری ہے میں ہر مسئلہ پر ہر وقت گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں، تثویب پر بھی گفتگو ہوگی البتہ مناسب وہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں اسی پر جھگڑا ہے۔

کھا کر

مولانا رعایت علی: دیکھئے آپ بھی کھانا کھا کر آرہے ہیں ہم بھی کھا کر آئے ہیں آج جب تک مسئلہ طے نہ ہو جائے کوئی اٹھے گا نہیں اور گفتگو نزاعی مسئلہ پر ہونی چاہیئے۔

امام علی: بھائی صاحب میں نے صرف چائے پی ہے میں ضروری ضروری گفتگو کرنا چاہتا ہوں میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے اسلئے موضوع متعین کیجیے۔ رفیق صاحب آپ ہی موضوع لکھ دیجئے جو آپ لکھ دیں گے میں اسی پر بحث کروں گا مجھے دیکھنا ہے کہ آپ کے پاس کتنے دلائل ہیں اور آپ کس قدر مطالعہ کر کے آئے ہیں لیجئے قلم اور کاغذ اور لکھئے۔

رفیق: (قلم اور کاغذ لے کر یہ موضوع لکھ دیتے ہیں) آج کی گفتگو صرف اس بات پر ہوگی کہ اذان و اقامت کے درمیان جو تثویب کہی جاتی ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟

امام علی: اب آپ یہ لکھئے آپ اس تثویب کے بارے میں کیا لکھتے ہیں؟

رفیق: (لکھنے سے بچنا چاہتے ہیں کافی اصرار کے بعد یہ لکھ کر دیتے ہیں) کہ "یہ میرے نزدیک مستحسن ہے"۔

امام علی: اب آپ مستحسن ہونے کے دلائل پیش کیجیے۔

رفیق: آپ بھی تو لکھئے کہ آپ کیا کہتے ہیں؟

امام علی: لیجئے میں لکھ دیتا ہوں "میرے نزدیک تثویب مستحسن نہیں ہے اور

جو کلمات تثویب کے نام سے رامپور میں کہے جانے لگے ہیں وہ بدعت ناجائز ہیں ۔

**رفیق** آپ نے یہ موضوع سے ہٹ کر کیوں لکھ دیا ؟

**امام علی** آپ نے جو چاہا لکھا میں نے کچھ نہ کہا اب آپ میرے لکھنے پر کیوں مشتعل ہو رہے ہیں ، میں نے فیصلہ کن تحریر لکھی ہے اور آپ نے بھی تو "جو" لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جو تثویب رائج ہے اسی کا حکم ثابت کرنا ہے ۔

**رفیق** (کاغذ لے کر "جو" کا لفظ کاٹنا چاہتے ہیں ۔)

**امام علی** دیکھیے جو لکھا جا چکا ہے وہ کاٹا نہیں جائیگا ابھی تو دلائل دیکھنے ہیں ۔

**مولینا ریاست علی** "جو" صلہ ہے اس کا موصول لانا پڑے گا ۔

**مولوی عبد الکریم** یہ لوگ "جو" کے لفظ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور کلمات مروجہ پر بحث کرنا چاہتے ہیں ۔

**رفیق** میرے پاس پرچہ گیا تھا جس میں صرف تثویب کے مسئلہ پر گفتگو کا ذکر تھا ۔

**امام علی** وہ پرچہ پیش کیجئے کہاں ہے ۔

**رفیق** یہاں نہیں ہے پتہ نہیں کیا ہوا ۔

**امام علی** پھر خواہ مخواہ کی باتیں کیوں کرتے ہیں کیا آپ نے دیکھا اور سنا نہیں کہ یہاں کس بات پر جھگڑا ہے اس کو طے ہونا چاہیئے

ورنہ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟

**رفیق** ہر جگہ کی تثویب متعارف ہوتی ہے جو چاہیں متعین کر لیں تثویب کا مسئلہ طے ہو جائے پھر الفاظ کا متعین کرنا اپنے ہاتھ میں ہے۔

**امام علی** ۔ خدا کے بندے یہاں تو کچھ بھی متعارف نہیں ہے یہاں کیلئے تثویب کی اصطلاح ہی نئی ہے یہاں کے لوگ اسے دوسری اذان سمجھ رہے ہیں یہ آپ لوگوں کی بدعت پسندی ہے کہ ایک نئی چیز کو رواج دیتے ہیں اور اس کے ذریعہ اپنے شرکیہ عقائد کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں اچھا جلدی سے کتابیں کھولئے اور تثویب کے مستحسن ہونے پر دلائل دکھلائیے۔

## موضوع پر گفتگو کا آغاز

مولویان بریلوی (رفیق، عبدالکریم، محمد یوسف) تینوں ترجمہ نورالایضاح مسمٰی نورالاصباح کو اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسے تو آپ جانتے ہیں کہ یہ ترجمہ دیوبند کا ہی ہے دیکھئے اس میں تثویب کہنے کی اجازت دے رہے ہیں۔

**امام علی** ۔ اس میں تثویب کو مستحسن نہیں لکھا ہے آپ وہ کتاب کھولئے جس میں صاف لفظوں میں مستحسن لکھا ہو۔

**رفیق** ۔ یہ دیکھئے کنزالدقائق میں بھی تثویب کو مستحسن لکھ رہے ہیں۔

**امام علی** ۔ اس میں بھی مستحسن نہیں لکھا ہے۔

رفیق ۔ دیکھئے فتاوی قاضی خاں میں لکھ رہے ہیں "وَلَا بَاسَ بالتثویب الخ"

امام علی ۔ ارے مولانا صاحب عبارت ٹھیک پڑھیے اس میں بھی تو مستحسن نہیں لکھا ہے۔

رفیق ۔ پھر ہم جو کتاب دکھلائیں گے آپ ایسے ہی کہہ دیں گے۔

امام علی ۔ غصہ مت کیجئے اصولی بات یہی ہے کہ آپ نے تثویب کے مستحسن ہونے کا دعویٰ کیا ہے آپ جب تک اس کے مطابق دلیل نہیں لائیں گے تسلیم نہیں کیا جائے گا کیا آپ نے کوئی کتاب فن مناظرہ کی بھی مثلاً رشیدیہ پڑھی ہے؟

رفیق ۔ میں نے نہیں پڑھی ہے۔

امام علی ۔ اسی لئے آپ اصولی گفتگو سے گھبراتے ہیں۔

رفیق ۔ (خفا ہو کر) آپ لفظی گرفت کرتے ہیں، معلوم ہو گیا صرف لفظی بحث ہونی ہے اور کچھ نہیں ہونا ہے۔

امام علی ۔ تیز گفتگو نہ کیجئے الفاظ ہی سے مفہوم نکلتا ہے آپ مستحسن ہونے پر دلائل پیش کیجئے دعویٰ کچھ ہے دلیل کچھ ہے اسطرح کام نہیں چلے گا۔

رفیق ۔ یہ دیکھئے شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ تثویب کو متاخرین نے مستحسن لکھا ہے۔

امام علی ۔ یہ قول مرجوح ہے حجت نہیں ہے، شرح وقایہ کی موافقت میں

کسی دوسرے کا قول پیش کیجئے اسی وقت اسے تسلیم کیا جا سکے گا۔ پھر متاخرین (بعد والوں) کے بجائے متقدمین (اگلے علماء) کا قول زیادہ مستند اور راجح ہے۔

رفیق ۔ کیا شرح وقایہ میں مرجوح اقوال بھی لکھے ہیں۔

امام علی ۔ آپ کو خبر بھی ہے کہ شرح وقایہ میں "مصر جامع" کی جو تعریف لکھی ہے اسے خود آپ کے علماء نے بھی تسلیم نہیں کیا ہے اسی قسم کے بعض دوسرے اقوال بھی ہیں۔

رفیق ۔ کیا فتاوی شامی کو آپ تسلیم کرتے ہیں؟

امام علی ۔ فتاوی شامی ہی کو دکھلائیے۔

رفیق ۔ (فتاوی شامی میں تثویب کے متعلق جو عبارت ہے اس کی صرف دو سطریں پڑھتے ہیں۔)

امام علی ۔ عبارت صحیح پڑھئے یہ دو سطر میں تین غلطیاں ہوئیں، اچھا ترجمہ کیجئے۔

رفیق ۔ (شامی کی عبارت کا ترجمہ کر کے کہتے ہیں) علامہ شامی کا بیان ہے کہ کوفہ والے علماء نے تثویب کو ایجاد کیا اور امام ابو یوسف رحؒ نے تثویب کو امیر و قاضی کے لئے خاص بتایا اور عنایہ میں اسکو تمام نمازوں کے لئے بدعت حسنہ تبلایا ہے۔

امام علی ۔ خود علامہ شامی کا کیا فتویٰ ہے وہ مختلف اقوال میں سے کس قول کو

ترجیح دیتے ہیں۔

رفیق ۔ اس عبارت سے تثویب کا جواز اور بدعت حسنہ ہونا بہر حال ثابت ہوگیا۔

امام علی ۔آپ نے تثویب کے مستحسن ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس عبارت سے چاہیے جو ثابت ہوا ہو مستحسن ہونا ثابت نہیں ہوا۔

استاذی مولوی غلام حسین صاحب ۔ایسے بدعت تو مان ہی لیا اب نجاست چاہے اچھی کہو یا بری نجاست نجاست ہی ہے ایسے ہی بدعت تو بدعت ہی ہے اسے اچھی کہو یا بری۔اب گفتگو کی ضرورت نہیں ہے۔

# بدعت پر گفتگو

مولینا رعایت علی ۔جب آپ تثویب کو بدعت مانتے ہیں اور حدیث میں ہے کل بدعۃ ضلالۃ ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی دوزخ میں لے جائے گی اس حدیث کے مقابلہ میں کسی کا قول پیش کرنا فضول ہے۔

رفیق ۔ پھر کیا جتنے لوگ تثویب کو جائز کہتے ہیں وہ بدعتی گمراہ اور دوزخی ہو گئے۔

امام علی ۔آپ لوگ موضوع چھوڑ کر کیوں گفتگو کر رہے ہیں۔

رفیق ۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت حسنہ و بدعت سیئہ بہت سی چیزیں بدعت حسنہ ہیں۔

**مولانا رعایت علی** - حدیث کے اعتبار سے ہر بدعت گمراہی ہے کوئی بدعت اچھی نہیں ہوتی۔

**رفیق** - پھر بدعت حسنہ کہنے والے گمراہ ہوگئے۔

**امام علی** - لغت کے اعتبار سے ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں جن فقہاء کرام نے بدعت کی قسمیں لکھی ہیں انھوں نے لغت کا اعتبار کیا ہے ورنہ شریعت کی اصطلاح میں ہر بدعت گمراہی ہے۔ جو عقیدہ یا عمل شریعت کے اصول کے خلاف ہو اور اسے شریعت کا حکم سمجھ کر اختیار کیا جائے شریعت کی اصطلاح میں وہ بدعت ہے اور حدیث شریف میں شریعت کی اصطلاح پر ہر بدعت کو گمراہی کہا گیا ہے جن بعض حضرات نے تثویب کہنے کی اجازت دی ہے وہ بھی اس سے متفق ہیں کہ جائز یا مستحسن یا مستحب کام بھی اصرار کرنے سے بدعت بن جاتا ہے اس لئے آپ کی تثویب بہرحال بدعت ہے۔

**رفیق** - لغوی اور شرعی اصطلاح کو امام ابو یوسف اور قاضی خاں آپ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔

**امام علی** - اور امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں اور امام محمد قاضی خاں سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں۔

**رفیق** - شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بدعت کی قسمیں لکھی ہیں۔

امام علی ۔ اور مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تردید فرمائی ہے ان کے اقوال پیش کروں گا تو آپ کا دماغ روشن ہو جائے گا ۔

رفیق ۔ اچھا تو پھر لاؤڈ اسپیکر کو بھی آپ بدعت کہتے ہیں ۔

امام علی ۔ کیا جاہلانہ بات ہے پھر تو ہم اور آپ سب بدعت ہو گئے کیونکہ ہم میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا یہاں شرعی اصطلاح پر کلام ہو رہا ہے لغوی مفہوم سے بحث نہیں ہے آپ جیسی عقل والا کہہ سکتا ہے کہ قرآن مجید میں صلوٰۃ کا حکم ہے جس کے معنی دعا ہیں اس لئے نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے صرف دعا مانگنا کافی ہے آپ بھی ایسے شخص کو گمراہ کہیں گے مگر آپ کی گفتگو اسی قسم کی ہو رہی ہے ۔

رفیق ۔ آپ نے کہاں کی گفتگو شروع کر دی، میں کہتا ہوں بدعت حسنہ اور سیئہ کو ہمارے علماء کے دلائل سے ثابت کیا ہے اس موضوع پر میں گفتگو کر سکتا ہوں ۔

امام علی ۔ آپ کے علماء کے دلائل کی تردید میں ایک حدیث کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (ہر بدعت گمراہی ہے) کافی ہے مگر اس وقت جس موضوع پر گفتگو چل رہی ہے اسی کو مکمل ہو جانے دیجئے ۔

**رفیق** ۔ ہم نے تثویب کے جواز پر بہت سے دلائل پیش کئے آپ منع پر کوئی دلیل نہیں لا رہے ہیں

**امام علی** ۔ جواز کی دلیلیں استحسان ثابت کرنے کیلئے پیش کرنا فضول ہے، اور متاخرین سے کسی چیز کا استحسان خاص طور پر منقول ہونا خود ہی اس کی دلیل ہے ........ کہ متقدمین کے یہاں یہ ثابت نہیں ہے منکر کی ذمہ دلیل نہیں ہوتی، خیر بحث ختم کرنے کے لئے ہم دلیلِ منع پیش کرتے ہیں۔ مولانا رعایت علی صاحب مشکوۃ شریف اٹھائیے اور تثویب کے منع ہونے کی حدیث پیش کیجئے۔

*حدیث شریف میں تثویب سے منع کیا گیا ہے*

**مولانا رعایت علی** ۔ یہ دیکھئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "لَا تثوبن فی شئی من الصلوٰۃ الّا فی صلوٰۃ الفجر" یعنی سوائے فجر کی نماز کے اور کسی نماز میں ہرگز ہرگز تثویب مت کہو۔

**امام علی** ۔ اس حدیث میں صاف طور پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ فجر کی نماز میں جس تثویب کی اجازت ہے وہ الصّلوٰۃ خیر من النوم ہے خواب میں جو اذان سکھائی گئی تھی اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا جملہ نہیں تھا اسی لئے پہلے یہ جملہ

مشروع نہیں تھا بعد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تثویب کے نام سے اس جملہ کے بڑھانے کی اجازت دی ہے وہ بھی صرف فجر میں کسی دوسری نماز میں اس قسم کا جملہ بھی نہیں بڑھایا جا سکتا کجا کہ اذان کے بعد چند کلمات پر مشتمل نئی اذان کہی جانے لگے۔ اس حدیث کے مقابلہ میں کسی کا قول حجت نہیں ہے۔

رفیق ۔ اس حدیث کو امام ابو یوسف رح نے نہیں دیکھا تھا؟

امام علی ۔ امام ابو یوسف صرف قاضی اور امیر کو اذان کے بعد جماعت تیار ہونے کی اطلاع دینے کو جائز مانتے ہیں جبکہ امام اعظم اور امام محمد رح نے ایسی اطلاع کو بھی پسند نہیں فرمایا اس قسم کی خاص طور پر اطلاع کرنے کو امام ابو یوسف رح نے حدیث کے خلاف نہیں سمجھا ہوگا، بہر حال حدیث پر عمل کیا جائے گا اگر اس کے مقابلہ میں کسی عالم کا کوئی قول آئے گا تو حسن ظن رکھتے ہوئے اس میں تاویل کی جائے گی حدیث میں تاویل نہیں کی جائے گی۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جن بعض علماء نے خاص وقت میں خاص حالت میں تثویب کی اجازت دی ہے انھوں نے حدیث کے حکم کو عام مخصوص البعض سمجھ لیا ہوگا، مطلق منع کرنے والوں کا قول زیادہ مستند اور زیادہ صحیح ہے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تو کسی دوسرے کو اجازت دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

مولانا رعایت علی ۔ منع بھی کس تاکید کیساتھ فرما رہے ہیں لام تاکید بانون ثقیلہ ہے یعنی ہرگز ہرگز تثویب مت کہو۔

رفیق ۔ جی ہاں فجر میں تثویب کی اجازت بھی ہے۔

مولانا رعایت علی ۔ فجر کی تثویب الصلوۃ خیر من النوم ہے آپ مغالطہ کیوں دینا چاہتے ہیں۔

رفیق ۔ فجر میں تثویب کی اجازت وقت نوم اور وقت غفلت کیوجہ سے ہے جب دوسرے وقتوں میں غفلت بڑھ گئی متاخرین نے سب وقتوں میں اجازت دیدی

مولوی غلام حسین صاحب ۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ مصلحت نہیں جانتے تھے جو امت کو تثویب سے منع فرما گئے اور اجازت نہیں دے گئے۔

رفیق ۔ بے شک حضور علیہ السلام سب کچھ جانتے تھے۔

امام علی ۔ سب کچھ جاننے کے عقیدہ کا اعلان پھر کیجئے گا موضوع پر کلام کیجئے بتلائیے جو علت آپ نے بتلائی وہ علت منصوصہ ہے یا غیر منصوصہ؟

رفیق ۔ (خاموش ہیں سوچ میں پڑ گئے۔)

امام علی ۔ جلدی سے بتلائیے یا کہدیجئے کہ نہیں معلوم ہے۔

رفیق ۔ (لڑکھڑائی زبان سے) علت غیر منصوصہ ہونا چاہیئے۔

امام علی ۔ ٹھیک ہے علت غیر منصوصہ کو ہم تسلیم نہیں کرتے اس پر

نقض وارد کرتے ہیں کہ اگر غفلت بڑھتی گئی تو تثویبوں کی تعداد بڑھاتے رہیں گے اگر بدعت کی غفلت کا پردہ ذہن پر سے اتر جائے تو آپ سمجھ جائیں گے کہ تثویب کی وجہ سے اذان کی اہمیت کم ہوتی ہے لوگ اذان سن کر آنے کی عادت ترک کر دیں گے اور تثویب کے انتظار میں بیٹھے رہیں گے، دین کو لوگوں کی خود ساختہ مصلحتوں کے ماتحت نہیں کرنا چاہئے شارع کو مصالح کا علم زیادہ ہے۔

رفیق ۔ کیا امام ابو یوسف اور قاضی خاں سے زیادہ آپ حدیث کو سمجھتے ہیں؟

امام علی ۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ حدیث کو امام ابو یوسف اور قاضی خاں سے زیادہ سمجھتے تھے اسی لئے امام صاحب نے تثویب کی اجازت نہیں دی۔

رفیق ۔ امام صاحب سے تثویب کا انکار ثابت کیجئے۔

امام علی ۔ امام صاحب سے تثویب کی اجازت کا منقول نہ ہونا ہی انکار کے درجہ میں ہے لیکن دلیل کو مضبوط کرنے کے لئے مستخلص کی یہ عبارت پڑھئے۔

رفیق ۔ عبارت دل ہی دل میں پڑھ کر کہتے ہیں دیکھئے اس میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو اطلاع دینے کے لئے متعین

متعین کیا تھا۔

**امام علی** ۔ پوری عبارت کا مطلب سمجھیے پھر الزام قائم کیجئے، عجیب بات ہے میں عبارت بھی پڑھوں مطلب بھی سمجھاؤں اور پھر اعتراض کا جواب بھی دوں آپ قول منقولہ نہیں سمجھ پا رہے ہیں ضمیروں کے مرجعوں سے ناواقف ہیں اچھا عبارت کا مطلب سنئے:۔

"تثویب کے معنیٰ ہیں لوٹنا اور اصطلاح میں اذان کے ذریعہ جو اطلاع دی گئی تھی اس کے بعد دوسری اطلاع دینا اسی دوسری اطلاع کو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح نے ناپسند فرمایا ہے اور امام ابو یوسف رح نے قاضی اور امیر کو اور جو بھی حکومت کے کاموں میں مشغول ہوں ان کو اجازت دی ہے امام ابو یوسف رح کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رض نے حضرت زید بن ثابت رض کو متعین کیا تھا کہ اذان کے بعد جماعت کے وقت یرحمك الله ایها الامیر کہہ کر اطلاع کر دیا کریں اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے خواص اپنی اطلاع کے لئے کسی کو متعین کر سکتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کے راستے میں ایک مؤذن کو تثویب کہنے سے منع فرمایا اور کہا کہ کیا اذان ہمارے لئے ناکافی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ انھوں نے تثویب کہنے والے کو بدعتی کہہ کر مسجد سے نکلوا دیا

اسی وجہ سے چاروں امام تثویب سے منع کرتے ہیں"۔

اب ہمارے استدلال کی ترتیب یہ ہوتی ہے کہ تثویب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ نے تثویب کہنے والے کو روکا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تثویب کہنے والے کو بدعتی کہہ کر مسجد سے نکلوا دیا۔
امام ابو حنیفہ اور امام محمد نے تثویب سے انکار فرمایا دوسرے مجتہدین مطلق نے تثویب کو تسلیم نہیں کیا صحابہ کرام اور بڑے بڑے مجتہدین جب تثویب کو ناجائز اور بدعت اور غیر معتبر سمجھتے ہیں اور سب کے سب منع کی حدیث کو تسلیم کرتے ہیں پھر قول رسول صلے اللہ علیہ وسلم، عمل صحابہ کرام اور اجتہاد مجتہدین کے مقابلہ میں چند متاخرین کے اقوال کی حیثیت کیا ہے جن کو تسلیم کر کے حدیث پاک اور عمل صحابہ کرام اور اجتہاد ائمہ کرام کو ٹھکرا دیا جائے یہ بہت بڑی زیادتی ہے جو آپ جیسے لوگ کر رہے ہیں۔

رفیق ۔ بے شک حدیث برحق ہے لیکن ........... (یہاں تک پہونچے تھے کہ مولانا رعایت علی صاحب یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم حدیث کی مہمل تاویلیں سننے کی ہمت نہیں رکھتے)

امام علی ۔ آپ حدیث میں لیکن نہ لگائیے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے حکم کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیں آپ کی حیثیت کیا ہے۔
امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ کا یہ قول پڑھئے شامی جو آپ لائے ہیں اسکے مقدمہ میں بھی لکھا ہے اذا صح الحدیث فھو مذھبی امام صاحب فرماتے ہیں

جب حدیث ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے پھر امام ابو یوسف اور قاضی خاں کا قول حدیث کے مقابلہ میں کیسے تسلیم کر لیا جائے۔

رفیق ۔ رفیق مقلد ہیں آپ کو حنفی علماء کے اقوال پیش کرنا چاہیئے۔

امام علی ۔ استغفر اللہ حدیث کو حجت کے طور پر پیش کرنے سے مقلد کے مسلک تقلید پر کوئی حرف نہیں آتا ہے یہ دیکھئے فتاوٰی شامی جسے آپ ہی لے کر آئے ہیں اس کے مقدمہ میں لکھا ہے "اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذهب عمل بالحدیث ویکون ذلك مذهبه ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به" (اگر مقلد کسی حدیث کی وجہ سے اپنے امام کے قول کو چھوڑ دے وہ مقلد ہی رہتا ہے اور ہم تو امام کے قول کو چھوڑ نہیں رہے ہیں بلکہ امام کے فتوٰی کی دلیل میں حدیث کو پیش کر رہے ہیں آپ ہی ہیں جو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مقابلہ میں امام ابو یوسفؒ اور قاضی خاںؒ کو پیش کر رہے ہیں عجیب معاملہ ہے کہ اپنے کو سنی حنفی بھی کہتے ہیں اور حدیث اور امام ابو حنیفہؒ کے قول کی مخالفت بھی کرتے ہیں آپ حضرت عمرؓ کے ایک عمل کو پیش کر رہے ہیں آپ کو پتہ نہیں کہ قول اور عمل میں جب تعارض ہوتا ہے تو قول کو ترجیح ہوتی ہے، آپ نے نخبۃ الفکر کو بھی پڑھا ہے یا نہیں؟

رفیق ۔ آپ اصول بہت پیش کرتے ہیں میں کہتا ہوں تثویب کی اصل فجر کی نماز کے لئے حدیث سے ثابت ہوتی ہے اور بقیہ نماز ول کے لئے

حضرت عمرؓ اور امام ابو یوسف اور متاخرین کے اقوال اصل ہیں

امام علی۔ تثویب مروجہ کو کسی نے جائز نہیں کہا ہے پہلے آپ یہ تبلائیے کہ مقید کو مطلق کرنے یا خاص کو عام کرنے سے حکم میں تبدیلی ہوتی ہے یا نہیں اور یہ کہ اثبات جز کیا اثبات کل کو مستلزم ہوتا ہے؟

رفیق۔ آپ یہ منطقی اصطلاحات کیوں بول رہے ہیں موضوع پر گفتگو کیجئے۔

امام علی۔ یہ سب موضوع سے متعلق سوالات کر رہا ہوں کیونکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے خاص وقتوں میں خاص شخصوں کے لئے خاص حالات میں تثویب کی اجازت دی ہے اور آپ اسے عام کر رہے ہیں حکم مقید تھا آپ آپ اسے مطلق کر رہے ہیں اثبات جز سے آپ اثبات کل کر رہے ہیں ایسا کرنے کے لئے مزید دلیل شرعی کی ضرورت ہے۔

مولینا رعایت علی۔ بھائی صاحب آپ سبق پڑھانے نہیں بیٹھے ہیں۔

امام علی۔ آخر کیا کریں جب سمجھتے نہیں سمجھانا پڑتا ہے۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو حکم جس وقت کے لئے جس حالت میں دیا جائے اسے ویسا ہی رکھنا چاہیے آپ تثویب کے مسئلہ میں اس کے خلاف کر رہے ہیں۔ حدیث میں الصلوۃ خیر من النوم کو فجر میں تثویب کے نام سے کہنے کی اجازت دیکر بقیہ نمازوں میں تثویب کہنے سے سختی کیساتھ منع کر دیا گیا اور اپنی نکالی ہوئی تثویب کو اصل حدیث میں تبلا کر ایسی ہی حرکت کر رہے ہیں جیسے کوئی کہے فاتحہ مروجہ کے بغیر نماز

نہیں ہوتی اور دلیل میں یہ حدیث پیش کرے لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب (نہیں ہے نماز مگر فاتحۃ الکتاب سے) اور سورۂ فاتحہ مراد لینے کے بجائے فاتحہ مروجہ مراد لینے لگے آپ بھی شاید ایسی حرکت کو جاہلانہ کہیں گے مگر خود آپ حدیث شریف کی تثویب الصلوٰۃ خیر من النوم کی اجازت سے خود اپنی نکالی ہوئی دوسری نئی اذان کو مراد لے رہے ہیں اور چند متاخرین کے قول کو حدیث شریف اور تمام متقدمین کے مقابلہ میں پیش کر رہے ہیں۔

**رفیق** ۔ تثویب کی اصل متقدمین کے یہاں ملتی ہے اور متاخرین نے تثویب کے جواز پر اجماع کر لیا اس لئے تثویب ثابت ہو گئی۔

**امام علی** ۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ آپ سمجھ نہیں رہے ہیں یا جان بوجھ کر مغالطہ دے رہے ہیں عوام کے سامنے یہ مغالطے چل سکتے ہیں اہل علم حقیقت جانتے ہیں۔ میں پھر وضاحت کرتا ہوں، غور کیجئے۔ تثویب کو حدیث شریف میں منع کیا گیا ہے خلفائے راشدین اور دوسرے صحابۂ کرام کے زمانے میں تثویب نہیں کہی گئی حضرت عمرؓ کی طرف ایک راستے پر عمل کروانے کو منسوب کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے خلاف ان کا قول موجود ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تثویب کہنے والے کو مسجد سے نکلوا دیا

چاروں امام تثویب سے انکار کرتے ہیں امت مسلمہ میں تثویب کا رواج عامہ متواترہ کبھی نہیں ہوا۔ اجازت دینے والے حضرات میں بھی اختلاف ان کے اقوال میں اضطراب ہے ایسی حالت میں تثویب پر اصرار کرنا سراسر بدعت ہے۔

رفیق۔ واستحسنہ المتاخرون سے ثابت ہوتا ہے متاخرین نے اجماع کرلیا ہے۔ (عبارت پڑھ کر بار بار ایک جملہ چیخ چیخ کر دہراتے ہیں)

امام علی۔ ایک ہی بات کو بار بار کہنے سے کیا فائدہ ہے آپ چیخیں شور کریں میرا کیا حرج ہے المتاخرون میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے مراد تثویب کے مجوزین کا اجماع ہے مانعین تو منع ہی کرتے ہیں۔ جائز کہنے والوں میں بھی کیفیت وقت اور حالت کی وضاحت میں اختلاف تھا پھر انھوں نے تمام نمازوں کے لئے جائز تسلیم کرلیا۔

رفیق۔ اتنا آپ کو ماننا ہی پڑے گا کہ متاخرین علماء نے تثویب کی اجازت دی ہے۔

امام علی۔ ہاں میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ بعض متاخرین نے تثویب کی اجازت دی ہے۔ کیا آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ تمام متقدمین اور بعض متاخرین نے تثویب سے منع بھی فرمایا ہے۔

رفیق ۔ میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ تثویب کو ناجائز بھی کہا گیا ہے۔

تثویب کو چھوڑنا اچھا ہے ۔ بریلوی عالم کا اقرار

امام علی ۔ اچھا اب آپ اور میں دونوں نے تسلیم کر لیا کہ تثویب کے جائز اور ناجائز ہونے میں اختلاف ہے یہ الگ بات ہے کہ اکثریت کس طرف ہے اب یہ بتلائیے کہ اختلافی مسئلہ کا فیصلہ شریعت میں کیسے کیا جاتا ہے؟

رفیق ۔ دیکھنا چاہیے کہ عمل کس پر ہوا ہے عمل سے فیصلہ ہوتا ہے۔

امام علی ۔ اختلافی مسئلہ کا فیصلہ دلائل سے ہوتا ہے جس کی دلیل اصول شریعت سے زیادہ مطابق ہو اس کا قول ماننا چاہیے۔ اور میں ثابت کر چکا ہوں تثویب سے منع کرنے والوں کی دلیل قوی ہے اس لئے اسے چھوڑ دینا چاہئے۔

رفیق ۔ دلائل سے فیصلہ میں نہیں کر سکتا مجھے تو علماء متاخرین نے جو لکھ دیا ہے اسی کے مطابق کہنا ہے آپ بھی تو متاخرین میں سے ہیں آپ کو دلائل سے فیصلہ کرنے کا کیا حق ہے فرنگی محل کے علماء بھی تثویب کو جائز کہتے ہیں۔

امام علی ۔ فرنگی محل کا ذکر چھوڑیے بتلائیے کیا رسم المفتی سے آپ واقف ہیں؟

رفیق ۔ میں نے نہیں دیکھا ہے۔

امام علی ۔ اسی لئے آپ بر مکھی مارنا چاہتے ہیں متاخرین نے جو مختلف اقوال

لکھے ہیں ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کے کچھ اصول متعین ہیں انھیں کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے آپ اصول سے نا واقف ہیں اسی لئے اصولی بحث سے گھبراتے ہیں خیر اتنی موٹی بات تو آپ سمجھ ہی سکتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح ایک طرف ہوں اور حدیث شریف سے ان کے قول کی تائید ہوتی ہو اور دوسری طرف صرف امام ابو یوسف رح ہوں اور حدیث شریف سے ان کے قول کی صاف تائید نہ ہوتی ہو ایسی صورت میں امام اعظم ابو حنیفہ رح کے قول پر ہی فتویٰ دینا چاہئے اور تثویب کو ناجائز کہنا چاہئے۔

رفیق ۔ کیا آپ امام ابو حنیفہ رح کے قول ہی پر ہمیشہ فتویٰ دیتے ہیں۔

امام علی ۔ تثویب کے مسئلہ میں ہم سب کو امام ابو حنیفہ کے ہی قول پر فتویٰ دینا چاہئے۔

مولانا رعایت علی ۔ بھائی صاحب موضوع سے نہ ہٹئے جس بحث کو لے کر چلیے آخر تک پہنچا دیجئے۔

امام علی ۔ بہت اچھا۔

رفیق ۔ کیا امام ابو یوسف رح وغیرہ امام ابو حنیفہ رح کے مخالف ہیں۔

امام علی ۔ کیا فضول سوال ہے؟ آپ جانتے نہیں ہیں کہ اصول فقہ میں یہ حضرات متفق ہیں، مسائل مستنبط میں اختلاف بھی کرتے ہیں

ایسے وقت میں مفتیان کرام فتویٰ دلائل کی قوت کے اعتبار سے دیتے ہیں۔ امام صاحب نے غیر عربی میں نماز پڑھنے کے جواز کا فتویٰ دیا تھا مگر ان کے صاحبین نے اختلاف کیا اور علمائے کرام نے صاحبینؒ کے دلائل قوی ہونے کے سبب سے ان کے قول پر فتویٰ دیا۔ تثویب کے مسئلہ میں شیخین کے دلائل قوی ہیں ان کا قول مؤید بالحدیث ہے اسی کو اختیار کرنا چاہیے۔

رفیق۔ امام صاحب نے غیر عربی میں نماز کے جواز والے قول سے رجوع کر لیا تھا۔

امام علی۔ امام صاحب جیسے علم و فضل والے مجتہد مطلق اپنے قول کو قوی نہ پاکر رجوع کر لیتے ہیں اور شاگردوں کی موافقت کرتے ہیں مگر آپ جیسے اصول فقہ سے ناواقف لوگ حدیث صحیح اور عمل صحابہؓ اور اقوال ائمہ اربعہ کے مقابلہ میں اپنی رائے پر اصرار کر رہے ہیں کتنا بڑا غضب ہے کتنا بڑا ظلم ہے۔

رفیق۔ کیا امام ابو یوسف اور قاضی خاں اصول شریعت سے ناواقف تھے کیا ان لوگوں تک حدیث نہ پہنچی تھی کیا یہ لوگ بدعتی تھے کیا یہ گمراہ تھے اصرار یہ کر رہے ہیں میں اصرار نہیں کر رہا ہوں۔

امام علی۔ آپ نے پھر پچھلی باتیں دہرانی شروع کر دیں اچھا بحث ختم کیجئے آپ یہی لکھ کر دیجئے کہ آپ امام ابو یوسفؒ کے قول پر عمل

کریں گے آپ خواہ مخواہ امام ابو یوسفؒ کا نام بار بار لے رہے ہیں آپ کو نہ حدیث پر عمل کرنا ہے نہ خلفاء راشدین کے اسوہ حسنہ پر چلنا ہے نہ چاروں اماموں کی ماننی ہے اور نہ امام ابو یوسفؒ کے قول کو تسلیم کرنا ہے نہ قاضی خاں کا فتویٰ ماننا ہے آپ جس تثویب پر بحث کر رہے ہیں اس کی اجازت کسی نے بھی نہیں دی ہے امام ابو یوسف والی تثویب آپ کہتے ہوتے تو شاید کوئی اعتراض نہ کرتا چلئے آپ یہی اقرار نامہ لکھ کر دیدیجئے کہ آپ امام ابو یوسف کے قول پر عمل کریں گے ابھی فیصلہ ہوا جاتا ہے۔

**رفیق** ۔ ہم کوئی تحریر نہیں دیں گے ہم سبھی کو مانتے ہیں (پھر پہلے ذکر کی ہوئی عبارت کو بار بار دہرانے لگے)

**امام علی** ۔ دلائل کے اعتبار سے آپ فیصلہ تسلیم نہیں کریں گے پھر آپ کوئی دوسرا طریقہ بتلائیے جس سے اختلاف ختم ہو جائے۔

**رفیق** ۔ اختلاف کا فیصلہ عمل سے ہوتا ہے۔

**امام علی** ۔ اچھا یوں ہی سہی تثویب کا رواج عامہ متواترہ بھی امت مسلمہ میں کبھی نہیں ہوا اور نہ اب ہے اگر ہوا ہو تو ثابت کیجئے ورنہ تثویب کے چھوڑنے کی تحریر دیجئے۔

**رفیق** ۔ دیکھئے فتاوی قاضی خان اور فتاوی شامی ان دونوں نے

اپنے زمانہ میں تثویب کے موجود ہونے کو تسلیم کیا ہے۔

امام علی۔ کسی ایک شہر میں کسی ایک عالم کے زمانہ میں کسی عمل کے موجود ہونے کو رواج عامہ متواترہ نہیں کہتے ہیں اور ان کتابوں میں بھی تثویب پر عمل ہونے کے رواج کا ذکر کہاں ہے جواز اور رواج میں فرق ہے آپ یہ بھی نہیں سمجھتے۔

رفیق۔ کوفہ میں عمل ہوا ہے، قاضی خاں کے دور میں عمل ہوا ہے۔

مولانا رعایت علی۔ حرمین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) میں عمل نہیں ہوا جو دین کے مرکز اور سرچشمہ ہیں دوسرے اسلامی شہروں میں بھی عمل نہیں ہوا عمل متواترہ عامہ کوفہ میں بھی نہیں ہوا۔

امام علی۔ اور ہاں کوفہ والوں نے تو دھوکہ سے حضرت حسین رضؓ کو بلا کر شہید بھی کر دیا تھا کیا اس عمل کو بھی آپ دلیل بنائیں گے۔

رفیق۔ جب عمل ہوا اور مسلمانوں نے اس عمل کو اچھا سمجھا تو حدیث ما راٰہ المسلمون حسنا فھو حسن کے اعتبار سے تثویب کا استحسان ثابت ہو گیا۔

امام علی۔ مسلمان تو تعزیہ داری کو بھی اچھا سمجھتے ہیں کیا وہ بھی ٹھیک ہے

رفیق۔ حدیث میں مسلمانوں سے مراد علماء ہیں۔

امام علی۔ ابھی تو آپ المتاخرون سے اجماع ثابت کر رہے تھے یہاں المسلمون سے علماء کیوں مراد ہیں آپ کو خبر بھی ہے یہاں

المسلمون سے صحابہ کرام مراد ہیں کنز العمال کی پوری روایت پڑھیے اس طور سے ہے۔ "ان اللہ عزوجل نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیتہ یقاتلون علی دینہ فمارأہ المسلمون حسن فھو عند اللہ حسن"۔ بے شک اللہ عزوجل نے بندوں کے قلوب کو دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد تو تمام بندوں سے اچھے قلوب صحابۂ کرام کے پائے اس لئے ان کو اپنے نبی کے وزیر بنا دیا وہ ان کے دین کے لئے جنگ کرتے ہیں تو مسلمان جسے اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے) جب اوپر سے صحابۂ کرام کا ذکر ہے وہی مراد ہیں اب چونکہ صحابۂ کرام نے تثویب کو اچھا نہیں سمجھا ہم بھی اچھا نہیں سمجھ رہے ہیں یہ روایت تو ہمیں پیش کرنی چاہیے تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان سے ہماری دلیل کو کہلا دیا۔ سبحان اللہ الحمد للہ۔

**مولانا رعایت علی** ۔ مولانا امام علی صاحب آپ تو تفریح لے رہے ہیں یہ علمی تفریح کا موقع نہیں ہے۔

**امام علی** ۔ آخر کیا کریں ہم ان لوگوں کے علم اور مطالعہ کو جانچ رہے ہیں۔

**رفیق** ۔ قاضی خاں کے زمانہ میں تثویب پر عمل ہوا ہے۔

**امام علی** ۔ قاضی خاں جانیں اور ان کے متبعین جانیں ہم حدیث نبوی اور اسوۂ صحابۂ کرام اور اقوال ائمہ اربعہ کے مقابلہ میں قاضی خاں کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے یہ دیکھئے فتاوی شامی اس میں لکھتے ہیں کہ اذان کے بعد سلام کا رواج سنہ ۷۸۱ھ میں ہوا۔

**رفیق** ۔ یہ ہم لوگوں والا اسلام نہیں ہے یہ تثویب کی ایک شکل تھی جو سنہ ۷۸۱ھ میں رائج ہوئی۔

**امام علی** ۔ پھر اسے بھی رائج کر دیجئے جب آپ نئی نئی بدعات کو رائج ہی کرنا چاہتے ہیں تو ایک اور سہی۔

**رفیق** ۔ انشاءاللہ آہستہ آہستہ یہ سب رائج ہو جائے گا۔

**امام علی** ۔ ہمارا اور آپ کا یہی بنیادی فرق ہے آپ بدعات کی تلاش میں رہتے ہیں تاکہ انھیں جاری کریں اور ہم اس تلاش میں رہتے ہیں کہ انھیں مٹائیں۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب آپ جس جس بدعت کو رائج کرنے کی کوشش کریں گے ہم اسے مٹانے کی کوشش کریں گے۔ شرم نہیں آتی ہے آپ دعوی کرتے ہیں محبت رسول اور عشق رسولؐ کا مگر ان کی حدیث شریف سے اتنی دشمنی ہے کہ اس کے مقابلہ میں قاضی خاں کے قول کو مانتے ہیں اور ہم خاموش رہنے والوں کے دلوں میں جو عشقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن ہے اسے دیکھئے کہ ہم

حدیث کے سامنے سب کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں ؎

محبت جن سے ہے مانیں گے انکی
ہمیں غیروں سے کچھ مطلب نہیں ہے

رفیق ۔ فتاوی قاضی خاں بہت پرانی تصنیف ہے آجکل کی نہیں ہے

امام علی ۔ اور یہ مشکوۃ شریف کیا میں گھر سے بنا کر لے آیا ہوں یہ تو فتاوی سے بھی پہلے کی ہے اور اس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں اسے نہیں مانیئے گا پھر کہاں جائیے گا غیر تثویب پر عمل متواترہ بھی آپ ثابت نہ کر سکے اب میں آپ کو فقہائے کرام کا فتوی اختلاف مسائل حل کرنے کے سلسلہ میں سنا رہا ہوں یہ دیکھئے فتاوی شامی لکھتے ہیں اذا تردد الحکم بین السنۃ والبدعۃ کان ترک السنۃ راجحًا علی فعل البدعۃ (جب کسی عمل کے سنت اور بدعت ہونے میں تردد ہو تو سنت کا ترک کرنا بدعت کرنے پر راجح ہے) آپ تثویب میں اختلاف تسلیم کر چکے ہیں اب علامہ شامی کے بیان کئے ہوئے قاعدہ کے مطابق تثویب کو چھوڑ دینا ہی شرعی فیصلہ ہے ۔

رفیق ۔ ہاں چھوڑ دینا اولیٰ ہے (زیادہ اچھا)

امام علی ۔ یہی لکھ کر دیدیجئے میں لوگوں کو پڑھ کر سنا دوں گا ۔

رفیق ۔ کیا آپ لکھ کر دیں گے کہ تثویب بدعت نہیں ہے۔
امام علی۔ ہم یہ تحریر دے سکتے ہیں کہ امام ابو یوسف والی تثویب پر اگر اصرار اور دوام نہ ہو تو وہ بدعت نہیں ہے قاضی خاں کی تثویب اور آپ کی نئی تثویب کے بارے میں ہم کبھی یہ نہیں کہہ سکتے تثویب مروجہ تو بہر حال بدعت ہے۔
رفیق ۔ ہم کوئی تحریر نہیں دیں گے۔
امام علی۔ یہ آپ کی شکست فاش ہے اعلان ہی کر دیجئے کہ تثویب چھوڑنا اولیٰ ہے خواہ مخواہ بحث کو طول دیکر نزاع نہیں قائم رکھنا چاہیئے۔
رفیق ۔ ہم اعلان نہیں کرنے جائیں گے جھگڑے کا اندیشہ ہے اور کلمات تثویب کا فیصلہ رائپور والے کریں۔
۔ وہ تو فیصلہ کر ہی لیں گے آپ کتابیں لے کر کس لئے تشریف لائے ہیں۔

## آخری فیصلہ (تثویب کو چھوڑ دیا جائے)

عبدالکریم ۔ ان کا سارا اعتراض موجودہ کلمات پر معلوم ہوتا ہے۔
رفیق ۔ ترک کرنا اچھا ہے مگر کسی کو جائز کام سے زبردستی روکا نہیں جا سکتا۔
امام علی ۔ جب چھوڑنا اچھا ہے تو اسے چھوڑ کر اچھا کام کیجیے دوام اور اصرار کر کے بقول خود اس عمل کو بدعت بنا رہے ہیں۔

رفیق ۔ اعتقادی اصرار نہیں ہے دوام صرف عمل میں کرنا چاہتے ہیں
امام علی ۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف اٹھایئے اسے بھی آپ ہی لائے ہیں اس میں دیکھئے ملا علی قاری کیا فرماتے ہیں ۔
رفیق ۔ اس بحث میں پڑ کر کیا کیجئے گا ۔
امام علی ۔ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد داہنی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رخ فرما کر بیٹھتے تھے ایسا کرنا سنت ہے پھر بھی عبد اللہ بن مسعود رضی داہنی طرف مڑنے پر ہمیشگی کرنے سے روک رہے ہیں اور فرما رہے ہیں ایسا کرنا لازم نہیں ہے کوئی بھی لازم کر کے شیطان کو نماز میں دخل اندازی کا موقعہ نہ دے بائیں جانب بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رخ فرمایا ہے کبھی ایسا بھی کر لے دیکھئے ایک سنت پر عمل جس پر ہمیشگی ثابت نہیں ہے ہمیشگی کرنے سے منع فرما رہے ہیں اسی کے تحت ملا علی قاری نے امر مندوب پر اصرار کرنے سے منع فرمایا ہے اب سوچئے تثویب تو سنت بھی نہیں ہے حدیث پاک میں اس سے منع کر دیا گیا صحابہ کرام رض نے نہیں کہا کہنے والے کو حضرت علی رض اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے بدعتی قرار دیا متقدمین علماء سے کوئی تثویب ثابت نہیں ایسے عمل پر اصرار کرنا ہمیشگی کرنا بدعت نہیں ہے تو پھر کیا ہے ؟

رفیق۔ معلوم ہوتا ہے باہر جھگڑا ہو جائے گا بحث ختم کیجئے۔
امام علی۔ آپ گھبرائیں نہیں میں آپ کا ذمہ دار ہوں یہاں کوئی نہ آئیگا
یہ دیکھئے بریلی کی ایک مسجد میں تثویب کہنے پر جھگڑا ہوا تھا معاملہ
عدالت تک پہونچا تھا جہاں جج نے فیصلہ کر کے تثویب سے روکا ہے۔

رفیق بیت۔ اردو کتاب کی نہیں مانی جائے گی۔
مولانا رعایت علی۔ دیکھئے تو اس میں آپ کے مولانا احمد رضا خاں صاحب
کا بھی فتویٰ لکھا ہے وہ اپنی کتاب العطایا النبویہ فی الفتاویٰ
الرضویہ ص۵۰۵ پر تثویب کے بیان میں لکھتے ہیں "صلوۃ بمنزلہ
اس کے ہے کہ گویا کسی شخص سے یہ کہا جائے کہ اذان ہو چکی ہے
یا جماعت تیار ہے یا امام آگیا ہے ان سب جملوں سے افراد سے
خطاب مقصود ہے اور اس نیت سے کہے جاتے ہیں کہ مخاطب
کو جماعت تیار ہونے اور اس میں شرکت کی اطلاع ہو جائے۔"
اور ص۷۰۵ پر لکھتے ہیں "ہر مقام کے واقعات پر لحاظ کرنا چاہئے
اگر مسلمان نماز کے لئے اذان ہونے سے جمع ہو جاتے ہیں تو اس صورت
میں تثویب ہرگز نہیں پکارنا چاہیے کیونکہ اس کا اثر یہ ہوگا کہ
لوگوں کی اذان کے بعد مسجد میں جمع ہونے کی نیک عادت چھوٹ
جائے گی۔"
(یہ عبارت مولوی خلیل الدین صاحب بی اے ایل ایل بی

ایڈیشنل منصف بریلی نے اجلاس ۹ مئی ۱۹۳۶ء میں تثویب پر اپنا فیصلہ سناتے ہوئے تحریر کی۔

امام علی۔ یہ فتوی تو آپ کے امام اعلیٰ حضرت کا ہے اگر فتاوی رضویہ موجود ہو لاکر بلا لیجئے ورنہ لیجئے پھر بلا لیجئے گا) اس کو بھی کیا نہ مانئے گا، اس میں صاف لکھا ہے تثویب کہنے سے اذان کے ذریعہ جمع ہونیکی نیک عادت چھوٹتی ہو تو نہیں کہنا چاہئے رامپور میں بھی تثویب کا رواج نہیں ہے لوگ اذان سن کر آجاتے ہیں یہ نیک عادت نہ چھڑوائیے اور اپنے امام مجدد کے فتوی پر عمل کر کے ہی اسے رد کرنے کا اقرار کیجئے۔

(تینوں مولوی رفیق، یوسف خاں وعبدالکریم فتاوی رضویہ اپنے اپنے پاس نہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور فتوی کی عبارت بار بار پڑھ کر حیرت میں ہیں پریشان ہیں کہ کیا کریں آخر کو عبدالکریم صاحب نے کہا جب سے تثویب شروع ہوئی ہے نمازی زیادہ ہو گئے ہیں)

امام علی۔ مجھے معلوم ہوا ہے چند لڑکے لاؤڈ اسپیکر پر نظمیں پڑھنے کے شوق میں آجاتے ہیں باقی نمازیوں کی تعداد تثویب کی وجہ سے نہیں بڑھی ہے بلکہ جو لوگ بریلوی علماء سے عقیدت رکھتے ہیں وہ اس نئی اذان کو پسند نہیں کرتے ہیں بہر حال اس فتوی پر ہی عمل کر لیجئے

اور یہ نئی اذان بند کر دیجئے۔

(مولانا عبد المجید خاں صاحب باہر سے بلند آواز میں کہتے ہیں کہاں ہیں امیرے خاں صاحب بلا وجہ ہمارے مولانا صاحب کو ایک جاہل کے ساتھ پھانس رکھا ہے دو مستقل مذہبوں کی لڑائی ہے ایک قرآن وحدیث والا دین ہے اور ایک بعد والوں کا بنایا ہوا اپنا دین ہے ہم نیا دین ہرگز نہ مانیں گے یہ کلمات جو اذان کے بعد اذان کی طرح کہے جاتے ہیں یہ دوسری نئی اذان ہے کسی بھی کتاب میں اس نئی اذان کو دکھایا جائے، کوفہ والوں کا بنایا ہوا نیا مسئلہ ہم نہیں مانتے وہاں ایسے غدار بھی پیدا ہو چکے ہیں جنھوں نے حضرت حسین رضؓ کو کربلا میں بلا کر شہید کر دیا تھا یہ نئی اذان نکالنے والے انھیں غداروں میں سے ہیں ہم ان کی نہیں مانتے بکواس سے کیا فائدہ وغیرہ وغیرہ)

رفیق ۔ خاں صاحب بہت خفا ہو رہے ہیں۔

امام علی ۔ اگر وہ یہاں ہوتے تو آپ کی ہچ بخیوں پر ان کو بہت غصہ آتا گفتگو جلد ختم کیجئے۔

رفیق ۔ جب کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا ہے کیا کریں۔

امام علی ۔ فیصلہ تو ہو گیا آپ نے مان لیا کہ تثویب چھوڑ دینا زیادہ اولیٰ ہے بس چھوڑ دیجئے یہی فیصلہ ہے۔

ایک مستحسن امر کے چھوڑنے پر ہم کسی کو کیسے مجبور کر سکتے ہیں۔

امام علی۔ لوگ آپس میں لڑ جائیں سر کٹ جائیں خونریزیاں ہو جائیں مگر آپ ایسا عمل نہیں چھوڑ سکتے جس کا کوئی مستند اور پختہ ثبوت نہیں ہے خوب سمجھ لیجئے کہ تثویب کو اگرچہ بعض متاخرین نے ایجاد کر لیا تھا مگر امت نے اس عمل کو قبول نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کا وعدہ کر لیا ہے جب کبھی کسی سے کوئی ایسا عمل ایجاد ہو جاتا ہے جو دین کے اصول سے ثابت نہیں ہوتا اللہ اس بدعت کے عمل کو مٹانے کا انتظام کر دیتا ہے اور جو طریقے دین کی بقاء و حفاظت کے لئے ضروری ہیں وہ باقی رکھے جاتے ہیں، دیکھئے قرآن مجید پر اعراب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں لگا تھا بعد کو لگایا گیا ہے مگر یہ عمل قرآن مجید کی حفاظت و اشاعت کے لئے ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے امت کے سینے اس عمل کی قبولیت کے لئے کھول دیئے تمام امت نے اعراب لگے ہوئے قرآن مجید کو قبول کر لیا مشرق و مغرب کہیں چلے جائیے اعراب لگا ہوا قرآن مجید ملے گا امت مسلمہ کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا یہ حدیث پاک میں آیا ہے اس کے برخلاف تثویب کا عمل جب کہیں رائج کیا جاتا ہے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے امت نے تثویب چھوڑنے پر اجماع کیا ہے تثویب کہنے پر اجماع

نہیں کیا ہے۔ تثویب دین کے کسی رکن کی حفاظت وبقا کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ اذان کے ذریعہ جمع ہونے کی نیک عادت چھڑانے کا سبب ہے جس کا مشاہدہ ہے اسے چھوڑ کر اذان کے ذریعہ جمع ہونے کی نیک عادت کو اپنے اعلیٰ حضرت کے قول کو مان کر ہی باقی رکھئے آپ نہیں لکھیں گے پھر بھی میں عوام میں اعلان کردونگا کہ آپ نے تثویب کے چھوڑنے کو اولیٰ تسلیم کرلیا ہے مجھے امید ہے اور تجربہ بھی کہ انشاء اللہ میرے اعلان کو سب مان لیں گے، تبلائیے کیا ہونا چاہیئے۔

**مولانا رعایت علی** ۔ اس وقت فیصلہ ہونا ہے دوسرے وقت کیلئے نہ چھوڑیئے

**رفیق** ۔ مولانا امام علی صاحب آپ کا کیا خیال ہے ؟

**امام علی** ۔ آپ متاخرین کے ایک قول پر تثویب کو مستحسن کہے چلے جارہے ہیں اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ اٹھائیے مجھے خوب یاد ہے کہ اس میں تثویب کو بدعت لکھا ہے۔

**رفیق** ۔ کتابیں سب روانہ کرچکا ہوں پھر دیکھ لیا جائے گا۔

**امام علی** ۔ واہ مولانا صاحب آپ نے کتابیں چپکے سے روانہ کردیں اب آپ بھی جانے کی تیاری میں ہیں زبانی تبلارہا ہوں، اشعۃ اللمعات باب الاذان میں لکھا ہے بدعت است بدعت ہے بعد کو پوری عبارت دیکھی گئی جو یہ ہے "بعد اذان متاخرین در جمیع نمازہا مستحد

ساختند و مستحسن داشتند و ایں احداث بعد از احداث است و بدعت است و از امیر المومنین علی رضؓ انکار آں منقول است، آوردہ اند کہ ابن عمر رضؓ بمسجدے در آمد و موذن را شنید کہ در غیر نماز فجر تثویب کرد پس از مسجد آمد و گفت بیرون روید از پیش ایں مرد کہ مبتدع است۔ ترجمہ۔ اس کے بعد متاخرین نے تمام نمازوں میں ایجاد کر لیا اور مستحسن قرار دیا اور یہ ایک ایجاد کے بعد دوسری ایجاد ہے اور نیا عمل ہے اور بدعت ہے اور امیر المومنین حضرت علی رضؓ سے اس کا انکار منقول ہے۔ روایت ہیکہ عبد اللہ بن عمر رضؓ ایک مسجد میں پہونچے موذن سے سنا کہ وہ فجر کے علاوہ نمازوں میں بھی تثویب کہہ رہا ہے مسجد سے باہر آگئے اور کہا باہر چلو اس مرد کے سامنے سے یہ بدعتی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص۳۰۸) دیکھئے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحؒ جیسے عالم بھی تثویب کو صاف بدعت فرما رہے ہیں اور دو صحابۂ کرام کے اقوال سے بدعت ہونا ثابت کر رہے ہیں آپ ہی نے ابتدا میں شیخ دہلوی رحؒ کا نام بدعت حسنہ کے سلسلے میں پیش کیا تھا اب ان کا ہی فتوی مان لیجئے اور صدق دل سے بدعت تسلیم کر لیجئے۔

رفیق ملت۔ کتابیں بھیج چکا ہوں پھر لیکر آؤں گا تو دیکھ لیجئے گا۔

مولانا رعایت علی۔ یہیں مجلس برخواست ہونے سے پہلے اسوقت کا فیصلہ لکھ لیا

جائے اگر پھر گفتگو ہوئی اس کا فیصلہ پھر لکھ لیا جائے گا۔

امام علی۔ ٹھیک ہے میں ایک تحریر لکھتا ہوں اور آپ لوگ بھی ایک تحریر لکھیں، دونوں طرف سے تحریریں لکھی گئیں۔ بریلوی عالم نے تحریر بعد کو لکھی جس پر مولانا رعایت علی صاحب نے کہا کہ بھائی صاحب اس کا جواب بھی لکھیے عرض کر دیا گیا کہ جواب کی ضرورت نہیں دونوں تحریریں مجمع میں پڑھ کر سنا دی جائیں جب انھوں نے تحریر کر دیا ہے کہ تثویب کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہنے سے منع فرمایا ہے، مسلمان تثویب قطعی چھوڑ دیں گے وہ اپنے پیارے پیغمبر کے حکم کے سامنے کسی کا قول نہیں مانیں گے عوام کا ایمان قوی ہے تحریر لکھنے کے بعد احقر (امام علی) تحریر پڑھنے لگا کہ اتنے میں یہ بریلوی علماء چلے گئے انھوں نے اسی میں عافیت سمجھی، مسلمانوں کے مجمع میں دونوں متکلموں کی گفتگو کا خلاصہ عرض کیا گیا کہ رائیور میں اذان کے بعد صلوٰۃ کے نام سے جو ندائیہ کلمات رائج کیے جاتے ہیں ان پر گفتگو کرنے سے بریلوی مولانا نے انکار کر دیا اور تثویب پر بحث کرتے رہے آخر کار ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ تثویب سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے اور یہ متقدمین سے ثابت نہیں ہے یہ متاخرین کا ایک اختلافی مسئلہ ہے اس پر عمل نہ کرنا ہی بہتر ہے اس کے بعد دونوں تحریریں پڑھ کر سنائی گئیں تمام حضرات نے غور سے سن کر

باتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تثویب سے منع کیا ہے ہم بھی اسے نہیں کہلائیں گے، خدا کا ہزار ہزار فضل و احسان ہے کہ ذمہ داروں کی سمجھداری سے ایک فتنہ ختم ہو گیا اور ایک سنت کے مقابلہ میں بدعت کو ترک کر دیا گیا اللہ تعالےٰ اسی طرح ہمیشہ ہم سب کو سنت کی پیروی کرنے اور بدعات سے بچنے کی توفیق بخشے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کا کلمہ بلند کرنے کی سعادت سے نوازے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی عبید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین۔

تحریر:۔

## مولانا امام علی صاحب دانش رائپوری مدظلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اذان واقامت کے درمیان کہی جانے والی تثویب کے متعلق میں نے ان نکات کے تحت بحث کر کے تثویب مروجہ کو بدعت وناجائز ہونے کا فیصلہ دیا۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے علاوہ دوسری نمازوں میں تثویب کہنے سے منع فرمایا اور فجر کی تثویب سے مراد الصلوٰۃ خیر من النوم ہے مروجہ تثویب

مراد نہیں ہے۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موذن کے تثویب کہنے پر منع فرمایا۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تثویب کہنے والے کو مبتدع کہہ کر مسجد سے نکلوا دیا۔

۴۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد اور دیگر ائمہ مجتہدین نے تثویب سے انکار فرمایا۔

۵۔ قاضی امام ابویوسف نے امیر و قاضی کے لئے جس تثویب کی اجازت دی ہے وہ تثویب مروجہ کے علاوہ ہے جس کا بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۶۔ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی جن کا نام فریق دوم نے حجت کے طور پر پیش کیا ہے انھوں نے تثویب مروجہ کو شرح مشکوۃ شریف میں بدعت مستحدثہ ممنوعہ قرار دیا۔

۷۔ فریق دوم نے جن عبارتوں کو پیش کیا ان سے جس تثویب کی اجازت ملتی ہے حدیث نبوی، عمل صحابۂ کرام اور اقوال ائمہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے اسے بھی نہیں قبول کیا جا سکتا۔

۸۔ علامہ شامی کے قول اور اصول فقہ کے مطابق میں نے ثابت کیا اور فریق دوم نے تسلیم کیا کہ جس امر کے جائز و ناجائز ہونے اور سنت و بدعت ہونے میں اختلاف ہو اس کو ترک کر دینا چاہیئے۔

۹۔ میں نے فریق دوم کے سامنے واضح کیا کہ وہ تثویب پر اصرار کر کے بدعت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

۱۰۔ میں نے بریلویوں کے مولانا احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ پیش کیا جس سے

ثابت ہوا کہ رائیور والوں کو تثویب نہیں کہنی چاہیئے۔
۱۱۔ میں نے ثابت کیا کہ تثویب پر عام امت نے عمل نہیں کیا اور عمل عامہ متواترہ فریق دوم ثابت نہ کر سکا اس وجہ سے بھی تثویب کا رائج کرنا درست نہیں ہے۔
واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔
امام علی عفی عنہ، صدر المدرسین ادارہ محمودیہ محمدی کھیری۔ ۱۲ ۳/۷۶ء

## تحریر (مولانا) رفیق، فاضل بریلی!

اذان واقامت کے درمیان کہی جانے والی تثویب کے متعلق جن کتب سے میں نے حوالہ دیا ان حوالوں سے تثویب کا جواز ثابت ہوا لیکن فریق ثانی نے ان اقوال کو مجروح تبلایا جس سے مجھے اتفاق نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فجر کے علاوہ تثویب کہنے کو منع فرمایا، حضرت عمر نے زید بن ثابت کو تثویب کا حکم دیا، علماء کوفہ نے تثویب کو جائز لکھا، امام ابو یوسف نے اس کو جائز تبایا قاضی خاں نے فرمایا جائز ہے، علماء متاخرین نے مستحسن تبایا، علماء نے اس کو بدعت بھی بتایا جو میرے نزدیک معتبر ہے لیکن فریق ثانی نے بدعت حسنہ سے انکار کیا جو بے اصل ہے۔ دستخط

محمد رفیق
۱۲ ۳/۷۶

نوٹ: خط کشیدہ جملہ کو سنکر تمام موجود مسلمانوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم حضور کی امت میں ہیں، حضور کی مانیں گے۔

# التحقیق العجیب فی مسئلہ "تثویب"

(شائع شدہ اخبار "رامپور والا" ہفت روزہ مورخہ ۱۹ ۲/۸ زیر ادارت اختر رضوی)

**تثویب** کے لغوی معنی اعلان بعد الاعلان کے ہیں لفظ "تثویب" حدیث اور فقہ کی کتابوں میں دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ایک قسم کی تثویب بالاتفاق سنت ہے دوسری قسم کی تثویب بالاتفاق ائمہ اربعہ کے نزدیک بدعت قبیحہ اور مکروہ ہے۔

سنت تثویب اذان فجر کے آخر میں (الصلوۃ خیر من النوم) کو کہتے ہیں۔ دوسری تثویب بدعت قبیحہ ممنوع ہے جو اذان کے کچھ دیر بعد کہتے ہیں الصلوۃ یا مصلی۔

**حدیث** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تثوبن فی شیئ من الصلوات رواہ ابوداؤد شریف وترمذی شریف ص۲۷، ۱۶۱

اذان کے بعد لوگوں کو بلانے سے حضور نے منع فرمایا ہے کیونکہ اذان بلانے ہی کے لئے دوبارہ لوگوں کو بلانے سے اذان کا احترام جاتا رہتا ہے۔

قال صاحب الهدایہ کرہ التثویب فی سائر الصلوۃ۔ صاحب ہدایہ

نے فرمایا تثویب تمام نمازوں میں مکروہ ہے۔

روی ان علیاً رای مؤذناً یثوب فی العشاء فقال اخرجوا ھذا المبتدع من المسجد کذا فی شرح عینی ۔ (شرح ھدایہ باب الاذان)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک موذن کو عشاء میں تثویب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس بدعتی کو مسجد سے نکالو اور مجاہد سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ ایک مسجد میں گیا وہاں موذن نے اذان پڑھی اس کے کچھ دیر بعد تثویب کی تو عبداللہ بن عمر مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور فرمایا فوراً چلو ان بدعتیوں کی مسجد سے اور اس میں نماز نہیں پڑھی ۔ (کذا فی الترمذی صد ۲۸ سطر ۳)

ہندوستان کے اکابر علماء جیسے شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رح اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ان سب حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ اذان کے بعد لوگوں کو بلانا بدعت قبیحہ و مکروہ تحریمی ہے ممنوع ہے مذکورہ احادیث کی وجہ سے الحرمین الشریفین میں بھی اب تک یہ رسم نہیں ہے حاجی لوگ ہر سال آتے ہیں ان سے تصدیق ہو سکتی ہے اس مقام پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح کو بادشاہ جہانگیر نے گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کرا دیا تھا کیونکہ بادشاہ

کو انقلاب کا خطرہ تھا ایک سال تحقیق کے بعد جب معلوم ہوا کہ مجدد الف ثانی بے قصور ہیں تو جہانگیر نے ان کو رہا کر کے اپنے پاس بلا لیا اور ان سے معافی چاہی اور کہا جناب آپ کو نظر بندی میں بڑی تکلیف پہونچی ہوگی۔ مجدد صاحب نے فرمایا کہ مجھے صرف دو باتوں سے تکلیف پہنچی۔ ایک بات تو یہ کہ اس مدت میں نظر بند ہونے کے بعد درس و تدریس نہ کر سکا اور دوسری بات یہ کہ قلعہ کے قریب مسجد میں اذان کے کچھ دیر بعد لوگوں کو الصلوٰۃ یا مصلی کے ساتھ بلایا جاتا تھا تو اس وجہ سے مجھے بڑی تکلیف پہونچتی تھی کیونکہ حضور نے اس بات کو سختی سے منع فرمایا تھا چونکہ میں نظر بند تھا اس لئے نہ تو میں ان کو زبان سے سمجھا سکتا تھا اور نہ تحریر کے ذریعہ۔

(یہ مضمون منقول ہے مجدد الف ثانی سرہندیؒ کے سوانح حیات سے)

دیگر مولانا عبد الرزاق صاحب عراقی اپنی کتاب میں حضرت عبد القادر جیلانی کے ہدایات تحریر فرماتے ہیں کیونکہ وہ عبد القادر جیلانی کے شاگرد رشید ہیں ان کا قول یہ ہے کہ ایک دن عشاء کے وقت اذان کے کچھ دیر بعد پکارنے والے نے پکارا (الصلوٰۃ یا مصلی) یہ آواز سن کر عبد القادر جیلانیؒ فوراً مسجد میں تشریف لائے اور فرمانے لگے یہ کون شخص تھا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ایک مہمان ہے آپ نے فرمایا یہ شخص اگر مہمان نہ ہوتا تو میں بڑی عبرتناک سزا دیتا تاکہ لوگ بعد کو اس سے عبرت حاصل کریں اسلئے

کہ اذان کے بعد پکارنے سے حضور نے سختی سے منع فرمایا ہے جو حضرات اذان کے پندرہ منٹ بعد (الصلوۃ یا مصلی) کو جائز سمجھتے ہیں انکے دلائل سنو۔

ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ امام ابو یوسف صاحب نے خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ میں اذان کے بعد پکارنے کی اجازت دی ہے تاکہ قاضی و مفتی و دیگر ملازمین دفاتر نماز با جماعت میں شریک ہو سکیں اس بات کو امام محمدؒ نے بعید عن الحق فرمایا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں اور خلفاء کے زمانہ میں بھی لوگ دفاتر میں کرم کرتے تھے لیکن اس کے باوجود دوبارہ اعلان نہیں ہوتا تھا

دوسری دلیل یہ ہیکہ حضرت بلالؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک پر نماز کے لئے بلانے جاتے تھے اس دلیل سے بھی ان کا مطلب ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ آپ مکان میں سنت پڑھتے تھے اور آپ نے اوقات کو تقسیم کر دیا تھا تو اس وقت آپ ازواج مطہرات کو قرآن پاک کے مطالب بیان فرماتے تھے بلال کو حکم تھا کہ جب مسجد میں لوگ جمع ہو جائیں تو مجھے اطلاع دو۔

اس حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے بعد امام کو بلانا ہے مقتدیوں کو بلانے کے لئے تو حدیث سے ممانعت ہے مقتدیوں کو بلانے کے لئے امام کو بلانے پر قیاس کرنا غلط ہے کیونکہ دوبارہ مقتدیوں کو بلانے سے حضور نے منع فرمایا ہے۔ یہ دلائل تو معقول نہیں جو لوگ بھی ایسا کرتے ہیں وہ اپنی

ضد پر قائم ہیں اور ان دلائل پر غور نہیں کرتے۔ لہٰذا میں رامپور کے علمائے کرام سے تمودبانہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ حضرات رامپور سے اس بدعت قبیحہ کو ختم کرائیں کیونکہ رامپور کے عوام میں مسلمانوں کی اکثریت احکام شریعت سے واقف نہیں ہے یہ تو فرض اور واجب کو سنت اور حرام اور بدعت قبیحہ کو مستحب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں علماء حضرات پر تبلیغ ضروری ہے اگر عوام کو شرک اور بدعت سے روکنے کی تبلیغ نہ کی گئی تو پھر آپ حضرات اس کے ذمہ دار ہوں گے اور محشر میں آپ ہی حضرات سے اس کی بازپرس ہوگی۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

خاکپائے اہل اسلام و علمائے دین احقر العباد مولوی ظہور الدین خاں عفی عنہٗ

# عدالت دیوانی بریلی کا فیصلہ

## رضاخانی تثویب ناجائز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و ارشادات کے قطعی خلاف ہے!

(مولوی محمد خلیل الدین صاحب بی اے ایل ایل بی اڈیشنل منصف بریلی کے اجلاس سے ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء کو تثویب کی ممانعت کا فیصلہ ہوا فیصلہ طویل ہے صرف تنقیح ۳ کا خاص حصہ نقل کیا جا رہا ہے)

تثویب کسی طریقہ سے مذہباً ضروری نہیں ہے اور خود مدعا علیہم اس کو بدعت تسلیم کرتے ہیں اگرچہ وہ اس کو بدعت حسنہ یعنی ایسی بدعت کہتے ہیں جو حسن ہو مگر بدعت ہر صورت میں بدعت ہی رہے گی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان بدعت کے متعلق کل بدعة ضلالة ہے یعنی ہر بدعت گمراہی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بدعتوں کی تقسیم بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ میں نہیں فرمائی ہے ان جملہ اسناد پر غور کرنے کے بعد میں مطمئن ہو گیا ہوں کہ اذان اور جماعت کے درمیان اعلان ثانی یا تثویب مذہباً جائز نہیں ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و ارشادات کے قطعی خلاف ہے مدعا علیہم کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس کو جاری کریں مدعیان اور جملہ

وہ مسلمان جو ان کے ہم خیال ہیں تثویب یا اذان اور نماز کے درمیان اعلان ثانی کے روکنے پر یقیناً حق بجانب ہیں ان کو الفاظ تثویب پر جو اس مسجد میں کہے جاتے ہیں کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ ان کا قول یہ ہے کہ ان الفاظ کا استعمال بے محل ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ تثویب کے اضافہ سے اذان کی اہمیت کم ہو جائے گی لوگ رفتہ رفتہ اعلان اول پر مسجد میں نہ آنے کے عادی ہو جائیں گے اور اعلان ثانی کے منتظر رہیں گے، ممکن ہے کچھ مدت بعد اعلان ثالث یا اعلان رابع کی بھی ضرورت پیش آنے لگے۔

تنقیح ہذا مدعا علیہم کے خلاف فیصل کی جاتی ہے مدعا علیہم کو بذریعہ حکم ہذا ممانعت کی جاتی ہے کہ وہ اذان اور جماعت کے درمیان صلوٰۃ کہنے سے باز رہیں۔

(نقل مطابق اصل از الفرقان اشاعت خاص)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہ

# یارسُولَ اللّٰہ

## مسجد کی دیواروں پر لکھنے اور چلتے پھرتے پکارنے کا

# شرعی حکم

ملک کے ممتاز و مشہور مفتیان کرام اور علماء دین کا

## متفقہ فیصلہ

(آئندہ صفحات میں پڑھیے)

# ایک اہم سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و حاملان شرع متین مسائل ذیل میں کہ ہمارے یہاں ایک مسجد میں کچھ لوگوں نے یا اللہ اور یا رسول اللہ کھودا ہے اس پر بہت سے لوگوں کو اعتراض ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کھودنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں لہٰذا اس عقیدہ کے ساتھ ایسا کہنا یا لکھنا حرام ہے نیز یہ بریلوی مسلک کی مساجد کا شعار ہے اس معاملہ نے اتنا طول کھینچا ہے کہ مسلمانوں میں نزاع و فساد کا شدید اندیشہ پیدا ہو گیا تھا دونوں فریق نے ایک مقامی عالم پر اعتماد کرتے ہوئے ان سے فتویٰ لیا ان کے فتویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ عقیدۂ مذکور کیساتھ یا رسول اللہ کہنا یا لکھنا حرام ہے اور بہ نیت استمداد بھی حرام ہے اشعار میں شوقیہ پڑھنا یا غلبۂ حال میں کسی کا کہنا یا صلوٰۃ و سلام کے صیغوں کے ساتھ اس امید پر پڑھنا کہ فرشتے پہونچائیں گے جائز ہے مسجد میں ایسا اختلافی لفظ لکھنا درست نہیں اگر لکھنا ہی ہے تو اس کے بجائے محمد رسول اللہ کر دیا جائے۔ مقامی عالم نے بہت سے دلائل لکھے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں ..... آیت۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور وَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوا اللہِ اَحَدًا اور یکرہ کتابۃ القرآن واسماء اللہ علی المصلی شئ او علی الجدران والمحاریب (کبیری صفحہ ۵۹) واز کلمات کفر است ندا کردن اموات غائبات را گمان آں کہ حاضر اند مثل یارسول اللہ و یا عبد القادر (مفتاح القلوب للخباز رحم)

لوگوں نے فی الحال اس تسلیم کو تسلیم کر لیا ہے مگر فرنگی محل اور دوسرے مقامات دیوبند وغیرہ سے استفتار منگوائے جا رہے ہیں کہ وہ حضرات جیسا فتوی دیں مان لیا جائے لہذا آپ سے دریافت طلب یہ ہے کہ...

(۱) مسجد کی دیوار پر یا اللہ یارسول اللہ لکھنا کیسا ہے فرض یا واجب یا سنت یا مستحب یا حرام یا مکروہ۔

(۲) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا کیسا ہے اور جو ایسا عقیدہ رکھتے ہوئے یارسول اللہ کہے یا لکھے اس کا یہ عمل کیسا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(۳) (الف) مسجد کی دیوار کو سادہ رکھنا (ب) مسجد کی دیوار پر یارسول اللہ لکھنا (ج) مسجد کی دیوار پر کلمہ طیبہ یا صرف یا اللہ محمد رسول اللہ لکھنا۔

ان تینوں صورتوں میں سے دوسری صورت پر فساد کا اندیشہ ہے اور نمبر ۱، ۲ متفق علیہ ہیں لہذا کس کو اختیار کرنا از روئے شریعت اچھا ہے جواب مدلل اور واضح عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام

(المستفتی ..... صفحہ آئندہ)

المستفتی ۱؎ عبدالمجید خاں
" ۲؎ خلیل احمد
رائپور گھنسی، ضلع لکھیم پور کھیری۔ یو۔پی
۲۴ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

## نوٹ

رضویہ دارالافتار بریلی اور فرنگی محل لکھنؤ سے بھی استفتار کیا گیا تھا وہاں سے کوئی بھی جواب نہیں آیا بقیہ مقامات سے جو جوابات آئے وہ پیش خدمت ہیں۔

# دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی کا فتویٰ

## الجواب

آپ کے ہاں کے مقامی عالم کا فتویٰ مذکورہ فی السوال صحیح ہے۔

۱۔ مسجد کی دیواروں پر قرآن مجید کی آیات یا دیگر کلمات متبرکہ لکھنا مکروہ ہے

۲۔ ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر ندا کرنا یقیناً شرک ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ واجب الاعادہ ہوگی۔

۳۔ مسجد کی دیواروں کو سادہ رکھنا بہتر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

احقر حفیظ الرحمن واصف عفی عنہ

مہتمم مدرسہ امینیہ دہلی

۲۹ رمضان المبارک

۱۳۹۲ھ

مہر

مدرسہ امینیہ
سنہ ۱۳۳۰ھ دارالافتاء سنہ ۱۹۱۲ء
اسلامیہ دہلی

# دارالافتاء مدرسہ اشاعت العلوم

# بریلی کا فتویٰ

**الجواب**:- اللھم ملھم الصدق والصواب ۔ مسجد کے دیوار کو سادہ رکھنا بہتر ہے جسکی تائید میں کبیری کی عبارت تو آپ نے لکھی ہے مزید دو عبارتیں ایک درمختار اور شامی کی اور دوسری فتاوی عالمگیری کی ہم نقل کئے دیتے ہیں ۔ ولا ینبغی الکتابۃ علی جدرانہ ای خوفا من ان تسقط وتوطاء بحر عن النہایہ درمختار وشامی جلد اول صـ۶۲۰ ولیس بمستحسن کتابۃ القرآن علی المحاریب والجدران لما یخاف سقوط الکتابۃ وان توطأ فتاوی عالمگیری مصطفائی جلد اول صـ۷ مذکورہ بالا عبارت کتب فقہیہ کا مضمون متفق ہے کیونکہ لا ینبغی جس کے معنی نامناسب ہیں یہ درمختار کی عبارت ہے ولیس بمستحسن یہ عالمگیری کی عبارت ہے جس کے معنی غیر مستحسن ہیں یہ دونوں لفظ ہم معنی اور مترادف ہیں کبیری کی عبارت یکرہ بھی ایسی ہی ہے کیونکہ علامہ شامی نے شامی مصری اول صـ۱۲۲ میں یکرہ کی تشریح میں فرمایا ہے کہ کراہت کا اطلاق خلاف اولیٰ پر بھی کیا جاتا ہے ۔

**فائدہ**:- اگر کہیں تاریخی اور شرعی حیثیت کے تحفظ کی ضرورت ہو تو وہاں

گنجائش ہے چنانچہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں ھذا ا مسجد النبوی وغیرہ لکھا ہے دوسری بات کے متعلق عرض ہے کہ یا رسول اللہ لکھنا حاضر وناظر سمجھ کر از قبیل شرکیات ہے چنانچہ فتاوی امدادیہ جلد چہارم ص۵۶ پر مرقوم ہے "وجود آپ کا واحد ہے ہزار جگہ کس طرح جا سکتے ہیں یہ تو خدا تعالیٰ کی ہی شان ہے کہ ایک وجود سے سب جگہ حاضر وناظر ہے آگے فرماتے ہیں پھر زندگی میں آپ کا حال دیکھئے خبروں کے لئے جابجا خطوط اور قاصد روانہ فرمایا کرتے تھے ورنہ علی صدق الدعویٰ قاصدوں کے پیر توڑنے کیا ضروری تھے۔ مزید تشریح کی ضرورت ہو تو سبیل السداد فی مسلک الاستمداد مولفہ مولانا مرتضیٰ حسن کا مطالعہ فرمائیں

سورہ اور سورۂ جن کی آیات تو آپ کے سوال میں مندرج ہیں سورہ رعد کی آیت لہ دعوۃ الحق ہم لکھ رہے ہیں کیونکہ یہ آیت حصر اور تخصیص پر دلالت کرتی ہے کما لا یخفی علی من لہ درک وعلم بالعلوم العربیہ واضح ہو گیا کہ ایسے عقیدہ والے کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔

فقط۔ واللہ اعلم اتم واحکم

کتبہ: العبد الضعیف محمد الیاس خادم العلم
مدرسہ اشاعت العلوم بریلی

مہر
مدرسہ اشاعت العلوم
بریلی

## مرکز علوم دینیہ دار الافتاء دار العلوم

# دیوبند کا فتویٰ

باسمہ تبارک وتعالےٰ

الجواب :۔ حامداً ومصلیاً۔ ہر جگہ حاضر وناظر ہونا اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت خاصہ ہے کسی اور کے لئے یہ صفت ثابت نہیں۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے ایسے ایسے علوم عالیہ سے نوازا ہے کہ دوسرا کوئی بھی وہاں تک نہیں پہونچا اس کے باوجود ان کو حاضر و ناظر اعتقاد کرنا شرعاً غلط ہے۔ یا رسول اللہ روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر عرض کرنا درست اور ثابت ہے دور سے بھی اگر اس اعتقاد سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہا جائے کہ ہمارا یہ سلام دربار اقدس میں ملائکہ پیش کریں گے تو درست ہے اسی طرح غلبۂ شوق ومحبت میں عرض کر دیا جائے تو بھی مضائقہ نہیں لیکن یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہنا کہ جس طرح اللہ تعالےٰ ہر جگہ سے ہر بات براہ راست سنتے ہیں اسی طرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہر جگہ سے براہ راست سنتے ہیں اور ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، غلط اور خلاف شرع ہے۔

مسجد کی دیواروں پر کچھ نہیں لکھنا چاہیے خاصکر محراب والی دیواروں پر جو نمازیوں کے سامنے ہو کہ اس پر نگاہ پڑکر نماز میں دھیان بدلتا ہے

فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔ شامی، عالمگیری، طحاوی میں یہ مسئلہ صراحتاً مذکور ہے۔ اب جبکہ لکھ دیا گیا ہے تو اس کی اصلاح اس طرح کردی جائے کہ لفظ یا کو مٹا کر اس کی جگہ لفظ محمدؐ لکھ دیا جائے اور اس سے پہلے لا الٰہ الا اللہ لکھ دیا جائے یا پھر تمام پر سونے کا پانی پھیر دیا جائے اور دیواروں پر کچھ بھی لکھا ہوا باقی نہ رہے، نہ مسجد کے دو ٹکڑے کریں نہ نزاع پھیلائیں۔

حاضر و ناظر جاننے اور علم غیب کا اعتقاد رکھنے کے متعلق مستقل رسائل تصنیف شدہ موجود ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹ $\frac{9}{92}$ھ

الجواب الصحیح العبد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

مہر
دارالافتاء دارالعلوم
دیوبند

# دارالعلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ اجمیر کا فتویٰ

وھوالمعین اللہ تعالیٰ۔ ہم سب مسلمانوں کو باہمی نفاق و شقاق سے محفوظ رکھے۔ یا اللہ یا رسول اللہ لکھنا نہ تو واجب تھا نہ فرض نہ مستحب نہ سنت بلکہ مباح تھا جس کو فقہاء نے بربناء مصلحت مکروہ لکھا ہے کہ آئندہ ٹوٹ پھوٹ ہوگی تو اسماء الٰہی اور آیات قرآنیہ کی بے حرمتی ہوگی مقصد یہ ہے کہ اسماء الٰہی وغیرہ لکھنا حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ تنزیہی ہے لیکن مسلمانوں کا باہم متحد رہنا بھائی بھائی بنکر تمام چھوٹے بڑے مسائل کو حل کر لینا واجب ہے اس لئے وقت کا اہم ترین فریضہ ہے کہ جس امر مباح پر عمل کرنا موجب نفاق و شقاق ہے اس کو ترک کر دینا ضروری ہے تاکہ اس مباح کی وجہ سے وہ اخوت و اتحاد جو واجب ہے ترک نہ ہو جائے۔ اخوت اسلامی کی بقاء و تحفظ ہر حالت میں ضروری ہے۔ حدیث صحیح ہے ایاکم وذات البین یعنی باہمی نفاق و شقاق سے بچو۔ واللہ اعلم۔

کتبہ محمد شفیع اللہ عفی عنہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ معلی اجمیر

۱۶/۱۱/۶۲ء

مہر

# ناظم مدرسہ ملت سیتاپور کا فتویٰ

الجواب واللہ الموفق للصواب

مقامی عالم کا جواب صحیح ہے مسجد کے در و دیوار کو صاف رکھنا مستحب ہے اور کچھ لکھنا مکروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو مخصوص صفات ہیں ان میں سے کسی صفت کو غیر خدا میں ماننا از قسم شرک ہے۔ حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالےٰ کی مخصوص صفت ہے جس شخص کے بارے میں بالیقین یہ معلوم ہو جائے کہ غیر خدا میں حاضر و ناظر ہونے کی صفت کا عقیدہ رکھتا ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں، حرام ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھتے ہوئے یا رسول اللہ کہنا حرام ہے ہاں عاشقانہ اور والہانہ طور پر اگر کوئی کہے تو اس کیفیت کے ساتھ اس کے لئے درست ہے۔ تفریق بین المسلمین فعل حرام ہے

فرمایا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اتقوا ذات بینکم فانہا الحالقہ اوکما قال۔ لہذا اگر مسجد میں کسی چیز کے لکھنے پر اختلاف کی وجہ سے فساد کا اندیشہ ہے تو اس کو لکھنا حرام ہوگا کیونکہ فعل حرام کا ذریعہ جو چیز بنتی ہے وہ بھی از قسم حرام ہے۔ والسلام

ولی محمد خاں قاسمی غفرلہ

مدرسہ ملت سیتاپور

# حق پر کون ہے؟

## چوتھی مرتبہ چھپنے پر بھی کامیاب ہے

قرآن و حدیث و فقہ کی روشن دلیلوں سے اسلام کے صحیح عقائد و اعمال کا بریلویوں کے نئے دین و مذہب کی مکمل و مدلل تردید بریلوی کتابوں کے پچاسوں حوالہ جات۔ انداز بیان ایمان افروز دل نشین آسان اردو، آخر میں بصیرت افروز اشعار۔

ملک کے کونے کونے سے یہ کتاب طلب کی جا رہی ہے جلد منگوائیے اور اس گمراہ فرقہ کے فتنہ سے بچئے اور دوسروں کو بچائیے۔

قرآن پر ظلم، زلزلہ پر زلزلہ، انوار سنّت

پھول ھی پھول، بہار تعزیہ، اصلاحی تقریریں

وغیرہ

یہ کتابیں احیاء دین کی کوشش میں معاون ہیں!

*

# توحید کا خنجر

بریلوی مناظر مولوی ارشد القادری کے تلبیس ناموں زلزلہ او
زیر زبر کا مکمل جواب

توحید کی حقیقت عقیدۂ تصرف و علم غیب کی تحقیق، علماء اہل سنـ
وجماعت شاہ اسماعیل شہیدؒ وغیرہ کی صداقت وحقانیت اور د
خدمات کا بیان، دشمنان توحید وسنت، حامیان شرک و بدعت
بریلوی علماء کی رسولؐ دشمنی اور اسلام کی مخالفت، انگریز پرستی ا
باطل نوازی کا واضح ثبوت، عقائد واعمال بدعیہ کی تردید۔

**یہ کتاب** رضاخانیت کی تردید میں پورے کتبخانہ کا نچوڑ ہے پہلی
مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں **منظر عام پر آرہی ہے** فوراً
آرڈر روانہ کیجیے!

## پتہ

مدرسہ انیس العلوم رائے پور گھنسی، ضلع لکھیم پور کھیری لو

## دیوبند اور بریلی کے
## اختلافات کا شرعی فیصلہ

# حق پر کون ہے

# توحید کا خنجر

# باطل شکن
# اصلاحی تقریریں

اضافہ شدہ

---

ایچ جے پرنٹرس دیوبند